سلسلہ اشاعت کے باون سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

بیاد

شیخ الحدیث

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ

سرپرست اعلیٰ — مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ — مولانا راشد الحق سمیع

619/ [illegible] ۱۴۳۸ھ مارچ ۲۰۱۷ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر 52
شمارہ نمبر 06
جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ
مارچ 2017

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: سوشل میڈیا پر توہین رسالت اور حکومتی سرد مہری۔ افغان صدر اشرف غنی کا مولانا سمیع الحق سے ٹیلیفونک رابطہ، افغان طالبان و مجاہدین سے مذاکرات کے سلسلے میں اہم گفتگو، افغانستان کے سفیر کی اکوڑہ خٹک آمد اور دو بار ملاقات .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۶
- مفاتح الغیب .... شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۹
- حضرت مولانا سمیع الحق کا عظیم علمی کارنامہ امام لاہوریؒ کے تفسیری افادات ...... مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۵
- علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات .... مولانا نور محمد ثاقب ۲۸
- یورپ کے داخلی مسائل کا جائزہ .... مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی ۳۵
- اسلام اور امن عالم: اقوام متحدہ سے چند سوالات .... مفتی بلال الدین ابراہیمی، انڈیا ۴۰
- غامدی یا امریکی بیانیہ؟ .... جناب علی عمران ۴۷
- صدر ٹرمپ کی پراسرار شخصیت .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۵۶
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۶۰
- تعارف وتبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات وآراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

سوشل میڈیا پر توہین رسالت اور حکومتی سرد مہری

اسلام اور مغرب کے باہمی تصادم سے بہت سے مسائل نے جنم لیا، مگر سب سے حساس مسئلہ ''ٹیکنالوجی'' ہے، جسے ہر ایرے غیرے، جاہل عالم، مسلم غیر مسلم، دیندار اور دین بیزار طبقات کو میڈیا کے ذریعے ایک صف میں لاکر کھڑا کردیا اور جس کے منہ میں جو بات آئے بغیر تحقیق اور سوچ سمجھ کے نیٹ پر اس کا اظہار وخیال کرتا ہے، لیکن سب سے تکلیف دہ امر یہ ہے کہ مغرب کی اسلام اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کے بعد اب پاکستان میں بھی کئی فرق باطلہ اور دہریہ قسم کا غلیظ طبقہ کافی عرصہ سے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مخصوص ایجنڈے کے تحت بکواسات، مغلظات اور الزامات لگا رہا ہے، جو مملکت خداداد پاکستان کے حکمرانوں کے لئے انتہائی شرمناک اور فکر انگیز مقامِ عبرت ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ۵۰ برس پہلے عالم اسلام کو خبردار کیا تھا کہ اس وقت کا سب سے بڑا چیلنج ''تطہیر'' ہے، مگر ہمارے ادارے ریاست، حکومت اور ارباب حل وعقد مغرب کی فکری غلامی میں ہر رطب و یاس کو قبول کرنے پر آمادہ ہوئے، جس کے اثرات اب ہم سب بھگت رہے ہیں۔

گزشتہ کئی ماہ سے سوشل میڈیا پر کائنات کی عظیم ترین شخصیت سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ جملے اور مواد لکھا جارہا ہے، العیاذ باللہ کارٹون بنائے جارہے ہیں، اہل بیت و اطہار کے بارہ میں ہرزہ سرائی عروج پر ہے۔ فیس بک پیجز، ٹویٹر اکاونٹس، ویب سائٹس مسلسل اس زہر آلود مہم کیلئے استعمال ہورہی ہیں، جس نے غیرت ایمان سے لبریز پاکستانیوں کو اضطراب میں ڈال دیا جبکہ دوسری طرف حکومتی ادارے پی ٹی اے (پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی)، ایف آئی اے اور پیمرا ہاتھ پر ہاتھ دھرے یہ سب تماشہ خاموشی سے دیکھ رہے ہیں، جو عذاب الٰہی کا باعث بن سکتا ہے۔

اگر تمام پاکستانی ادارے اور ذمہ دار افراد اس اہم ترین معاملہ پر زمینی ''خداؤں'' کی خوشی و ناخوشی کو بالائے طاق رکھ کر اپنی اولین ذمہ داری ادا کرنے میں سنجیدہ ہوتے تو یہ معاملہ اس حد تک نہ

جاتا۔ کیا وجہ ہے کہ غیرملکی کھلاڑیوں کی شان اس قدر بلند ہے کہ پھبتی کسنے پر ساری حکمران جماعت جواب دیتی نہیں تھکتی لیکن سرورِ کونین شاہ لولاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے خلاف لمبے عرصہ تک ایک لفظ تک بولنے کی ہمت انہیں نہیں ہوئی ......

ع یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

وزیراعظم پاکستان کی صاحبزادی مریم نواز نے سیاسی مخالفین کو سوشل میڈیا پر کاؤنٹر (Counter) کرنے کیلئے درجنوں ماہرین رکھے ہیں، جبکہ تحریک انصاف بھی حکومت کو جواب دینے میں کسی سے پیچھے نہیں اور اسی طرح حکومتی ادارہ پی ٹی اے بھی مسلسل سردمہری اور تعطلی کا شکار ہے......

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے

ایسی ناامیدی کے حالات میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب شوکت عزیز صدیقی نے تمام گستاخانہ پیجز کے معاملے پر تمام متنازع مواد بلاک کرنے کا قابل تحسین حکم جاری کیا۔ اس مقدمے کے دوران وہ خود آبدیدہ ہوئے اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جس دن سے یہ پٹیشن میرے سامنے آئی ہے خدا کی قسم میں پوری طرح سویا نہیں۔ ہم آئین و قانون پر عمل درآمد نہ کرکے خود ممتاز قادری پیدا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے، اگر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہراتؓ، اصحاب رسولؐ اور قرآن عزیز کی عزت و حرمت کے تحفظ کیلئے مجھے اپنے عہدے کی بھی قربانی دینا پڑی تو دے دوں گا مگر اس کیس کو ہرصورت منطقی انجام تک پہنچاؤں گا۔

یقیناً جسٹس صدیقی کے یہ ریمارکس مملکت پاکستان میں بسنے والے کروڑوں لوگوں کے جذبات کی عکاسی کرتے ہیں جو گزشتہ ایک دہائی سے اپنی بے بسی پر ماتم اور خون کے آنسو رو رہے تھے اور غیرت ایمانی سے لبریز ریمارکس میں ایک تحریک ناموس رسالت میں ایک نیا ولولہ و جذبہ پیدا کیا اور اب سینٹ سے ان بلاگرز کے خلاف متفقہ قرارداد منظور ہوئی اور اسی طرح قومی اسمبلی سے بھی متفقہ قرارداد منظور ہوئی اور اب وزارت داخلہ، افواج پاکستان، ایف آئی اے، پولیس وغیرہ کا امتحان ہے کہ وہ ان حقیقی دہشت گردوں کے خلاف بھی آپریشن ''ردالفساد'' کا آغاز کریں جو پاکستان میں حقیقی طور پر ''ام الفساد'' کا کام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان سے ہرطرح کے ''فسادیوں'' کا خاتمہ کرے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ پاکستانی قوم تو بے غیرت حکمرانوں کو برداشت کرسکتی ہے، ظلم

وستم کی تمام مشقتیں اپنی گردن پر سہ سکتی ہے، بم دھماکوں کی یلغار گوارا کرسکتی ہے، مہنگائی ،لوڈ شیڈنگ کے ہاتھوں برباد ہوسکتی ہے، بیروزگاری اور بدامنی کے باعث زندہ درگور ہوسکتی ہے لیکن شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر نہ گنگ رہ سکتی ہے اور نہ اندھی رہ سکتی ہے، نہ خریدی جاسکتی ہے اور نہ دبائی جاسکتی ہے۔ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی چنگاریوں نے پاکستانیوں کے مردہ جسم و جاں میں پھر ایمان کی چنگاریاں بھردی ہیں۔ یہ بھی آپ کی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز اور زندہ جاوید معجزہ ہے کہ وہ ایمان اور حب الوطنی کا جذبہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ولولہ اور مجنونانہ وارفتگی و جاں سپاری کا مشغلہ جو ہم نے غلام، نااہل، بدعنوان اور عہد شکن حکمرانوں کی پالیسیوں کے ہاتھوں اور عصر حاضر کی بیماریوں مادیت و لادینیت کے باعث کہیں دفن کردیا تھا، اس شعلہ جوالا موضوع (تحفظ ناموس رسالت)اور جسٹس صدیقی کے ردعمل نے وہ متاع گمشدہ (دینی حمیت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بار پھر ہمارے سامنے آشکارا کردی اور قوم سب ایک نقطے پر جمع ہوگئی اور وہ نقطہ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ناموس، انکی عزت و آبرو ہے جو ہماری حاصل زندگی، ہماری شان، ہماری آن اور یہی ہمارا اصل ایمان ہے......

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں ہوسکتا

افغان صدر اشرف غنی کا مولانا سمیع الحق سے ٹیلیفونک رابطہ

افغان طالبان ومجاہدین سے مذاکرات کے سلسلے میں اہم گفتگو

افغانستان کے سفیر کی اکوڑہ خٹک آمد اور دوبار ملاقات

گزشتہ ماہ پاکستان میں افغانستان کے سفیر جناب ڈاکٹر حضرت عمر ضاخیل وال نے جمعیت علماء اسلام کے امیر اوردفاع پاکستان کونسل کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ان کی رہائش گاہ پر دو گھنٹے تک تفصیلی ملاقات کی۔ یہ افغان سفیر کی گزشتہ چند ہفتوں میں اکوڑہ خٹک دوسری آمد اور اہم ملاقات ہے، دونوں رہنماؤں کے درمیان افغانستان کی موجودہ خطرناک ،پیچیدہ صورتحال پر تفصیلی گفتگو ہوئی ،ملاقات کے دوران سفیر صاحب نے افغانستان کے صدراشرف غنی صاحب سے

تقریباً آدھ گھنٹہ ٹیلیفون پر بات چیت کرائی۔صدر اشرف غنی نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ سے قدیم دیرینہ عقیدت ومحبت کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ نہ صرف افغان طالبان بلکہ ہم سب کے لئے اور پوری افغان قوم کیلئے قابل احترام اور ایک استاد کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہم سب کی نظریں قیام امن وصلح کے کردار کیلئے آپ کی طرف اٹھتی ہیں اور میں خود آپ کو اپنا استاد سمجھتا ہوں۔
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے افغان صدر کے نیک جذبات اور صلح کی خواہش کی تحسین کی اور فرمایا کہ پاکستان اور افغانستان میں امن کا قیام ہم سب کی پہلی ضرورت ہے لیکن اس سلسلے میں اصل ذمہ داری افغان حکومت پر ہے کہ وہ اس میں اپنا موثر حقیقی کردار ادا کرے۔اصل ضرورت یہ ہے کہ افغانستان پر مسلط کردہ جنگی محرکات کا ازالہ کیا جائے۔بنیادی بات افغانستان کی کامل آزادی ہے، یہ صرف افغان تحریک طالبان کی نہیں بلکہ افغان حکومت اور پوری افغانی قوم کی بھی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ افغانستان کو بیرونی طاقتوں کے تسلط سے آزاد کرائے تاکہ افغانستان کیلئے دی گئی لاکھوں افراد کی بے مثال قربانیاں ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ایک پائیدار اور مستقل بنیادوں پر منعقدہ مذاکرات کیلئے بیرونی قوتوں بالخصوص امریکہ ونیٹو کے دباؤ سے نکلنا ہوگا۔مذاکرات کی کامیابی کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے افغان سفیر اور افغان صدر سے خیرسگالی کے جذبے کے طور پر چند فوری اقدامات اٹھانے کی نشاندہی کی، جس سے حکومت اور طالبان کے درمیان منافرت اور بُعد میں کمی آسکتی ہے۔
اسی طرح افغان حکومت کے نمائندے سفیر صاحب نے بھی تحریک طالبان افغانستان سے چند فوری اقدامات اٹھانے کی خواہش ظاہر کی، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے افغان سفیر کو موجودہ افغان حکومت اور پاکستان کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی اور خصوصاً مودی سرکار کیساتھ گہرے تعلقات اور بے پناہ روابط پر انہیں اپنے اور پوری قوم کی تشویش سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی سے اسلام اور پاکستان دشمن قوتیں فائدہ اٹھارہی ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر اس آگ کو بجھایا جائے۔جمعیت علماء اسلام اور دارالعلوم حقانیہ ہمیشہ امن وصلح کے قیام اور دونوں فریقوں اور ملکوں کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کرنے کیلئے ہمیشہ کی طرح تیار ہے، جس طرح کہ ماضی میں سات (۷) افغان جماعتوں اور دیگر متحارب گروہوں کے درمیان کئی حساس موقعوں پر اس نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

(قسط ۵۴) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی۔

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۸۱ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

اسلامائزیشن کے حوالے سے صدر ضیاء الحق سے طویل ملاقات:

<u>اس سلسلہ میں سست روی، عبوری، آئین میں قادیانیوں سے متعلقہ ترمیم نظرانداز کرنے اوروفاقی شرعی عدالت کارجم کوحد نہ قرار دینے کے معاملہ وغیرہ پرعلماء کی تشویش اورتجاویز:</u>

۷/اپریل ۱۹۸۱ء: کی رات کوملک کے مختلف مکاتب فکر کے ۲۴/افراد پر مشتمل جید علماء کاایک نمائندہ وفد صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے ملا اور یہ ملاقات تین گھنٹے تک جاری رہی بعض اہل درد اور مخلص حضرات کی تحریک وتجویز اورجدوجہد سے ایسابھاری نمائندہ وفد تشکیل پایا۔ ملاقات سے قبل ملک بھر کے دوڈھائی سوجید علماء نے اپنے اجتماع میں دل کھول کرملکی ودینی حالات پر اظہار خیال کیا۔ ملاقات کیلئے محضر نامہ مرتب کرنے کیلئے اپنی تجاویز واحساسات سے وفد کوآگاہ کیا۔ چنانچہ دینی وملی اہم مسائل پرنہایت احتیاط سے ۲۰ نکات پر مشتمل ایک عرضداشت مرتب کی گئی جس میں مداہنت وخوشامد اورتملق کے انداز سے کلی

احتراز کرتے ہوئے مگر وقار ومتانت دل سوزی اور خلوص وللہیت کو ملحوظ رکھ کر دینی وعلمی حلقوں کے اضطراب وپریشانی اور اسلامی نظام کی طرف پیش رفت کی رفتار پر دلی بے اطمینانی ظاہر کی گئی تھی اور صدر پاکستان سے ان نکات پر فوری عملدرآمد کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

یہ ملاقات اس پس منظر میں ہوئی کہ ایک طرف صدر پاکستان کا اسلامی نظام سے وابستگی ، اعلانات اور دعاوی، دوسری طرف اس میدان میں عملی طور پر نہایت سست روی تیسری طرف ملک اور ملت کے دشمنوں اور لادینی قوتوں کا از سر نو متحرک اور سرگرم ہو کر اشتراکی سازشوں اور منصوبوں کے لئے راہ ہموار کرنے کے عزائم اور سرگرمیاں ، ان سب امور نے دردمند علماء اور مسلمانوں کو شدید اضطراب اور تذبذب کی شکل میں ڈال دیا تھا اور وہ صدر پاکستان سے لگی لپٹی بغیر دو اور دو چار کی طرح دوٹوک بات کرنا چاہتے تھے کہ ایسے میں وفاقی شرعی عدالت کے کتاب وسنت کی تشریعی عظمتوں اور اسلامی فقہ وقوانین کی تفاصیل سے بے خبر ججوں نے ایک فیصلہ میں رجم کو حد قرار دینے کے خلاف فیصلہ دیا۔ یہ فیصلہ ایک طرف کتاب وسنت کی قطعی نصوص اور اجماع امت کے خلاف قطعی بغاوت تھا تو دوسری طرف شرعی عدالت کے نام پر قائم کئے جانے والے عدالت کی بھی کھلی توہین تھا اور یہ ستم ظریفی نہ تھی تو کیا تھا کہ کسی عدالت کے ججوں نے خود ہی جن کا ذہن کتاب وسنت کے بارہ میں مؤمنانہ نہیں تھا(جن کے شواہد ان کے دئے گئے فیصلہ میں موجود ہیں) کھلے بندوں اپنی ہی عدالت جو شرعی کہلاتی تھی کہ ایسی گستاخانہ توہین کی دوسری طرف عبوری آئین میں قادیانی فرقہ سے متعلق ترمیم کو نظرانداز کردینے سے اور بھی جذبات میں اشتعال پیدا ہوا ایسے حالات میں صدر پاکستان سے ملاقات ہوئی ۔ احقر بھی شریک وفد تھا محضرنامہ من وعن پڑھ کر سنایا گیا جسے صدر پاکستان نے پوری توجہ وانہماک سے سنا ۔ اس کے بعد مندرجہ نکات اور عام دینی حالات پر وفد میں سے منتخب چند افراد کو اظہار خیال کا بھی موقع ملا ۔ احقر نے بھی از راہ نصح وخیر خواہی جذبات واحساسات کو مختصراً ظاہر کیا۔

صدر محترم نے آخر میں شق وار ان نکات پر اظہار خیال کیا اس سلسلہ میں شرعی عدالت میں علماء کی شمولیت اور از سر نو تشکیل ، عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق ترمیم کے بروقت فیصلے کئے گئے ، دینی مدارس کے نصاب ونظام کے سلسلہ میں صدر صاحب نے قومی کمیٹی کی رپورٹ کو واپس لینے اور کسی طرح بھی مداخلت نہ کرنے کا اعلان کیا سود وغیرہ کے بارے میں بہت جلد اقدامات کے وعدے کئے جس کے ایفاء اور جلد از جلد تعمیل کا ملک پوری شدت سے انتظار کر رہا ہے ، خدا کرے اس سمت صدر پاکستان رکاوٹوں پر جلد

ازجلد قابو پاسکیں اور جرأت پرمبنی مؤمنانہ فیصلے فرما کر عملی طور اسلام کی برکتوں سے ملک کو مالا مال کرسکیں۔ دینی وملکی حالات علماءِ مخلصین کا حکومت کے ساتھ رویہ وطرزِ عمل، موجودہ خدشات اور اضطرابات پر محضر نامہ کی تمہید میں جامع انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ محضر نامہ بھی علماء کرام کا اس ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ واظہارِ حق کے مساعی کے سلسلہ کا ایک تاریخی حصہ ہے اس لئے ہم پیش کردہ محضر نامہ کو پیش کررہے ہیں۔

محضر نامہ: (نوٹ: جو صدر پاکستان کو ۷۴ علماء کے وفد نے پیش کیا)

یادداشت بگرامی خدمت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر مملکت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پچھلے تین سال میں پاکستان کے مسلمانوں بالخصوص علماء کرام کی ہمدردیاں اس امید پر آپ اور آپ کی حکومت کے ساتھ رہی ہیں کہ آپ اپنے بے شمار اعلانات کے مطابق اپنے دور حکومت میں نفاذ شریعت کی کم ازکم بنیادیں رکھ کر اس ملک کو اس منزل کی طرف گامزن کردیں جس کے لئے وہ وجود میں آیا تھا اسی امید پر ملک کے علماء اور سنجیدہ دینی حلقے آپ کے حکومت کے ساتھ مقدور بھر تعاون کرتے رہے ہیں۔ اوران میں سے کچھ نے اپنی ذاتی اور جماعتی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اور آپ کے مخالفین کی طعن وملامت سہ کردین کی خاطر آپ کی حکومت کا دفاع بھی کیا ہے۔ لیکن اب صورت حال اس مرحلے پر پہنچ چکی ہے۔ کہ اس پر خاموش رہنے کو علماء بدترین مداہنت، ملک وملت کے ساتھ بیوفائی اور اپنے پروردگار کے حضور گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔

پچھلے ساڑھے تین سال کے دوران نفاذ شریعت کے بنیادی کام بدستور معرضِ التوا میں پڑے رہے ہیں اور جو چند اقدامات اس سمت میں ہوئے چونکہ ان کے ضروری لوازم پورے نہیں ہوسکے اس لئے معاشرے پر ان کے عملی اثرات ظاہر نہیں ہوئے اور عام نظروں میں وہ بے معنی اور بے وقعت ہوچکے ہیں اور اس سے باہمی بداعتمادی اور نفاذ شریعت کے بارے میں مایوسی پیدا ہورہی ہے۔

اس صورت حال میں ایک طرف ہم سنگین اجتماعی گناہ کے مرتکب ہورہے ہیں۔ دوسری طرف اس سے ملک میں عام بے چینی پیدا ہورہی ہے اور اس سے تخریب پسند عناصر فائدہ اٹھا رہے ہیں اس موقع پر ہر مکتب فکر کے پچاس علماء ۹ رمارچ کو اس مقصد کے لئے جمع ہوئے کہ وہ ان حالات میں اپنے فرائض پر غور کریں اور ایک مرتبہ پھر ایسی تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کریں جن سے صرف قولی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر ملک کا اسلامی رخ متعین ہوجائے۔

خیال یہ تھا کہ اگر آپ کی طرف سے یہ ٹھوس اقدامات کرلئے گئے تو موجودہ حکومت کے اسلامی

کردار سے خود مطمئن ہونے اور عوام کو مطمئن کرنے کے بعد علماء اور عوام ان عناصر کا علی وجہ البصیرت مقابلہ کرسکیں جو ملک میں افراتفری پھیلانے کے درپے ہیں۔ چنانچہ علماء کرام کے تمام مکاتیب فکر کے پچاس نمائندگان کی طرف سے بیس نکات پر مشتمل ایک یادداشت مرتب کی گئی اور طے کیا گیا کہ ایک نمائندہ وفد یہ یادداشت آپ کو پیش کرے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ پچھلے دنوں سے سرکاری حلقوں کی طرف سے پے در پے چند ایسے اقدامات ہوئے جنہوں نے صرف علماء کے نہیں ملک کے تمام مخلص مسلمانوں کے دینی جذبات کو بری طرح زخمی کرکے رکھ دیا۔ اب تک علماء اور عوام کو شکوہ یہ تھا کہ نفاذ شریعت کے کام میں دیر ہورہی ہے لیکن ان اقدامات نے شریعت میں تحریف و ترمیم کا دروازہ چوپٹ کھول کر یہ اضطراب انگیز احساس دلوں میں پیدا کردیا کہ اب ہم نے نفاذ شریعت کی طرف آگے بڑھنے کے بجائے اور پیچھے ہٹنا شروع کردیا ہے کیونکہ اب بات بے عملی کی حد تک محدود نہیں رہی بلکہ دین کے انکار کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا ہے اور اگر اس سلسلہ کو روکا نہ گیا تو دین کا حلیہ بگڑ کر رہ جائیگا اور ظاہر ہے کہ اس صورت حال کو اس ملک کے علماء اور دین کے نام پر مر مٹنے والے مسلمان کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا ایسا ہی ایک اجتماع آج ۱۷ اپریل ۱۹۸۱ء کو راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں ہر مکتب فکر کے تقریباً دوصد سے زائد علماء نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں طے کیا گیا کہ قبل اس کے کہ ان سنگین اقدامات کے خلاف عوامی جذبات احتجاج کی صورت اختیار کریں اور میدان کار استحصال پسندوں کے ہاتھوں میں آجائے۔ آپ سے ملاقات کرکے ان مسائل کی سنگینی اور ان کے بارے میں ملت کے جذبات سے آپ کو آگاہ کیا جائے۔ اور آپ سے درخواست کی جائے کہ ان بیس نکات میں سے جو اجتماع لاہور میں طے ہوئے تھے مندرجہ ذیل اقدامات پر آپ بلاتاخیر اور فوری طور سے عمل فرمائیں اور خدا کیلئے اس قوم کو جو پہلے ہی صدموں سے نڈھال ہے۔ مزید افتراق و انتشار سے بچالیں۔

صدر محترم! اس ملک کے مخلص مسلمانوں اور علماء کو آپ سے دین کی خاطر ہمدردی ہے۔ ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ اس نازک موقع پر جب کہ انتشار پسند عناصر ملک میں افراتفری پھیلانا چاہتے ہیں کوئی مزید انتشار پیدا ہو یا علماء کے کسی عمل سے ان عناصر کو فائدہ پہنچے لیکن دین کے خادموں کی حیثیت سے یہ بات ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ کہ ایک اسلامی حکومت میں اسلام ہی کے نام پر اسلام کے اجماعی مسلمات کو ذبح ہوتا ہوا دیکھیں اور خاموش رہیں۔ قرآن وسنت کو عدالتوں میں موم کی ناک بنا کر انہیں برملا جھٹلایا جائے اور ہم لوگوں سے یہ کہیں کہ ملک میں اسلام کا بول بالا ہورہا ہے۔ ملک کے عبوری آئین سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے والی دفعہ حذف کی جائے اور ہم لوگوں کو یہ باور کرائیں کہ ختم نبوت کا عقیدہ پوری طرح محفوظ ہے۔

بینکوں میں اسلامی معیشت کے نام پر لوگوں کو سود کھلایا جائے اور ہم یہ اعلان کریں کہ ملک میں اسلامی معیشت کا احیاء ہو رہا ہے۔

لہٰذا آج ہم آپ سے یہ گذارش کرنے آئے ہیں کہ انتظار و اشتیاق اور تاخیر و تعویق کا وقت اب گذر چکا ہے۔ خدا کیلئے ان اکیس نکات پر فوری طور سے عمل درآمد کرائیے اور ان اکیس نکات میں سے بھی خاص طور پر درج ذیل امور کا آج ہی فیصلہ فرما دیجئے۔ ان امور کی انجام دہی میں ہم ہر قسم کا تعاون پیش کرتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا اہم مسئلہ وفاقی شرعی عدالت کا ہے۔ علماء مدت سے یہ کہتے آئے ہیں کہ ان عدالتوں میں قرآن وسنت کے علوم میں ماہر علماء کو جج مقرر کیا جائے۔ ورنہ اس عدالت کے ذریعہ شریعت میں تحریف وترمیم شروع ہو جائے گی۔ یہ اندیشہ اب عملاً انتہائی تشویشناک صورت میں سامنے آچکا ہے۔ حدود آرڈی ننس کے قوانین کو بحمد للہ پوری قوم کی سرگرم تائید وحمایت حاصل تھی لیکن وفاقی شرعی عدالت کے رجم کے بارے میں حالیہ شرمناک فیصلے کے ذریعہ ملک میں شدید اضطراب پیدا کر دیا ہے اور یہ صورتِ حال درحقیقت اس بات کا نتیجہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت جیسے اہم منصب پر ان جج صاحبان کو مقرر کر دیا گیا ہے۔ جنہوں نے قرآن وسنت، فقہ اور متعلقہ علوم کی ابجد بھی کسی سے نہیں سیکھی۔ کس قدر ظلم کی بات ہے، کہ کسی قانون کے قرآن وسنت کے مطابق یا مخالف ہونے کا فیصلہ وہ حضرات کریں جو قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ کرنے پر بھی قادر نہ ہوں اور جو حدیث کا کوئی ایک جملہ صحیح طور پر پڑھ نہ سکیں یا جو اس کی حجیت ہی کے قائل نہ ہوں۔ اگرچہ حکومت نے اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ میں جو جج صاحبان یہ اپیل سنیں گے وہ بھی "انگریزی" قانون کے خواہ کتنے ماہر ہوں لیکن قرآن وسنت کو سمجھنے اور اس بارے میں قابل اعتماد بات کہنے سے قطعی معذور ہے، واقعہ یہ ہے کہ جب تک شریعت کے بارے میں ایسے اہم فیصلے ایسے ہاتھوں میں رہیں گے، جو قرآن وسنت کے معاملہ میں صاف گوئی معاف ...... قطعی طور پر نااہل ہیں۔ اس وقت تک اس طرح مسائل پیدا ہوتے رہیں گے۔ آج رجم جیسے اجماعی مسئلہ کو جو چودہ سو سال سے مسلّم چلا آرہا ہے اور جس پر قرآن وسنت کے بیشمار دلائل موجود ہیں۔ اسلام کے منافی قرار دینے کی جسارت کی گئی کل سود کو حلال قرار دیا جائیگا پرسوں اشتراکیت کو عین اسلام قرار دینے کی کوشش کی جائیگی اور پھر دین کا حلیہ بگاڑنے کا یہ سلسلہ کسی حد پر نہیں رک سکے گا۔

یہ صورت حال تمام مسلمانوں کے لئے قطعی ناقابل برداشت ہے اور اس سے جو انتشار پیدا ہوگا۔ اس کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اگر اس خرابی کا سدباب کرنا ہے تو اس کا کوئی راستہ اس کے بغیر

نہیں کہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کی شرعی بینچ جنکی قرآن وسنت میں مہارت ،علم وفضل اورتقویٰ پرامت کواعتماد ہو۔ پھر اسی عدالت کے ذریعہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کرائی جائے۔ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ عدلیہ اس تجویز کے شدید مخالف ہے لیکن اگران کی مخالفت کے علی الرغم عبوری آئین کے حالیہ دفعات حذف ہوسکتی ہیں تو اس سراسر معقول اور حق وانصاف پرمبنی مطالبے کوبھی بروئے کارلایاجاسکتا ہے۔اس صورت میں ان شاء اللہ پوری قوم اس اقدام کی بھرپور تائید کریگی۔

(۲) چند روز قبل جو نیا عبوری آئین نافذ ہوا ہے۔اس میں یہ تشویشناک صورتحال سامنے آئی ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۱۰۶ بھی حذف کردی گئی ہے۔حالانکہ یہی وہ دفعہ ہے جسمیں قادیانیوں اوران کے لاہوری گروپ کوغیر مسلم اقلیت قرار دینے کی صراحت تھی آپ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ آئین کی دفعہ پاکستان کے مسلمانوں نے کن بے بہا قربانیوں اورکس متواتر جدوجہد کے بعد منوائی تھی اوراسے دستور میں درج کرانے کیلئے ملک میں کتنی عظیم تحریک برپاہوئی تھی ۔ہمیں اندازہ نہیں ہے کہ کن عناصر نے اپنی شرارت اورملک دشمن ریشہ دوانیوں کے ذریعہ اس نازک مرحلہ پرایسی حساس دفعہ کوحذف کرنے کی جسارت کی ہے آپ کو یقیناً اندازہ ہوگا کہ اس دفعہ کے حذف ہوجانے سے ملک میں کیسی نازک صورتحال پیداہوسکتی ہے اوراس کے کیسے سنگین نتائج برآمد ہوسکتے ہیں ۔ہمارا گمان یہ ہے کہ آئین سے اس دفعہ کااخراج آپ کےعلم کے بغیر ہوا ہے۔اس لئے ہم اس یادداشت کے ذریعہ یہ اضطراب انگیز صورتحال آپ کےعلم میں لارہے ہیں ۔تاکہ آپ فوری طور پراس کاتدارک بھی فرمائیں اوران عناصر کوقرارواقعی سزادیں جنہوں نے اس دفعہ کوحذف کرکے ملک میں انتشار پھیلانے کی مذموم کوشش کی ہے۔

ممکن ہے کہ اس دفعہ کوحذف کرنے کی یہ تاویل کی جائے کہ یہ دفعہ انتخاب کے ضمن میں آئی تھی اورانتخاب سے متعلق تمام امور معطل ہوئے ہیں ۔اسلئے یہ دفعہ بھی معطل ہوگئی ہے لیکن ہم واضح الفاظ میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تاویل قطعی طور پر ناقابل قبول ہے اول توانتخابات کے ملتوی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انتخاب سے متعلق تمام دفعات حذف کردی جائیں ۔دوسرے اگرانتخاب والی دفعات کوکسی وجہ سے معطل کرنا ضروری سمجھا گیا تھا۔ توقادیانیوں کواقلیت قرار دینے کیلئے کسی نئی دفعہ کااضافہ ضروری تھا۔ مثلاً دفعہ ۲۶۰ کے آخیر میں یہ تشریح بڑھائی جاسکتی تھی کہ:

''قادیانی اورلاہوری گروپ جواپنے آپ کواحمدی کہتے ہیں وہ اس دفعہ کے تحت غیر مسلم کی تعریف میں داخل ہیں''

لہٰذا براہ کرام قبل اس کے کہ یہ مسئلہ عوامی احتجاج کی صورت اختیار کرے فوری طور پر یا تو دفعہ ۱۰۶ شق ۳ کو بحال کیا جائے یا دفعہ ۲۶۰ میں مذکورہ تشریح کا اضافہ کیا جائے۔ایسے ہی ایک المناک صورتحال حالیہ مردم شماری کے دوران سامنے آئی کہ ایک غیر مسلم اقلیت یعنی قادیانیوں نے اپنا نام مسلمان کی حیثیت سے درج کرایا جبکہ ایسا کرنا آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی تھی اور جس سے اس اقلیت کو اپنے مذموم، اسلام دشمن مقاصد کی تکمیل کے راستے کھل گئے اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ مردم شماری کا طریقۂ کار وضع کرتے وقت اس نزاکت کا نہ صرف کوئی خیال نہیں رکھا گیا بلکہ ان کی غلط بیانی کو عملاً سندِ جواز دی گئی۔لہٰذا اس کے ازالہ کیلئے ضروری ہے کہ اس اقلیت کی مردم شماری کالعدم قرار دیکر ان کی غلط بیانی پر مقدمہ چلایا جائے اور اس کی دوبارہ مردم شماری کرائی جائے۔

(۳) تیسرا مسئلہ بینکوں میں غیر سودی کاونٹرز کا ہے یہ بات اب بالکل واضح ہو چکی ہے کہ ان کاؤنٹرز کے کاروبار کو غیر سودی قرار دینا محض ایک فریب ہے اس مسئلہ میں علماء اور ماہرین معاشیات کے مختلف مقالے،اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک حکومت کی طرف سے اس طریقۂ کار کو بدلنے کیلئے کوئی ابتدائی اقدام بھی سامنے نہیں آیا بلکہ نیشنل بنک کے جنرل منیجر کی طرف سے تمام شاخوں کو یہ ہدایت بذریعہ اخبار کی گئی ہے کہ پی، ایل ،ایس اکاونٹ کے تمام ممبروں کو آٹھ فیصد کے حساب سے متعین منافع (سود) ادا کیا جائے۔

(۴) جن جرائم کی سزا حدود آرڈی ننس میں طے کی گئی ہے ان سے متعلق مجموعۂ تعزیرات پاکستان کی دفعات کو منسوخ کر کے ان کے قابل تعزیر جرائم کو حدود آرڈی ننس ہی میں شامل کیا جائے۔

(۵) سرکاری ملازمین بالخصوص افسران کے تقرر اور ترقی میں ان کے اسلامی کردار کو بنیادی اہمیت دی جائے اور اس مقصد کے لئے ان کی خفیہ سالانہ رپورٹوں میں ضروری معلومات کا اندراج کیا جائے۔

(۶) مخلوط تعلیم کو ختم کیا جائے۔

(۷) تمام سول،فوجی اور پیشہ ورانہ تربیتی اداروں میں بنیادی اسلامی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔

(۸) ملک کے تمام دینی مدارس کے آزادی اور خودمختاری کو برقرار رکھے جائے اور اس سلسلے میں وزارتِ تعلیم اور وزارتِ مذہبی امور کی مجوزہ تعلیمی اسکیم فی الفور واپس لیا جائے۔

(۹) غیر اسلامی عائلی قوانین کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔

(۱۰) آئندہ تمام قوانین کی زبان اردو قرار دی جائے اور سابقہ قوانین کو بھی اردو میں تبدیل کیا جائے۔

(۱۱) سربراہ مملکت سے سرکاری عمال تک سب کو سادہ قومی لباس اور سادہ اسلامی بود و باش کا پابند

بنایا جائے۔

(۱۲) مرزائیوں کے بارے میں ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کی جائے اور اس اقلیت کے علیحدہ مذہبی تشخص کو واضح کرنے اور اسلام سے اسکے التباس کو دور کرنے کیلئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

(۱۳) ذرائع ابلاغ کیلئے دینی تعلیمات کی روشنی میں واضح رہنما اصول مرتب کرکے ان کو ان اصولوں کا پابند بنایا جائے اور ایک ایسی بااختیار مانیٹرز کمیٹی مقرر کی جائے جو دینی ذوق رکھتے ہوں اور پھر ان کو یہ اختیار دیا جائے کہ ذرائع ابلاغ کیطرف سے اگر ان اصولوں کی خلاف ورزی ہو تو وہ اس پر براہ راست متعلقہ ذرائع سے بازپرس کر سکے۔

(۱۴) قومی تعلیمی کونسل ایسے ماہرین اور علماء کو شامل کیا جائے جو اس کو صحیح معنی میں اسلامی سانچے میں ڈھال سکیں۔

(۱۵) تعلیمی اداروں کو ملحدانہ اور غیر اسلامی نظریات کے حامل اساتذہ سے پاک کیا جائے۔

(۱۶) سرکاری تقریبات میں ہر قسم کی فضول خرچی سے مکمل اجتناب کیا جائے اور فی کس اخراجات کی حد مقرر کی جائے۔

(۱۷) سرکاری ملازمین کے درمیان تنخواہوں اور درجات کے غیر معمولی تفاوت کو کم تر کیا جائے۔

(۱۸) عوام کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کیلئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

(۱۹) انصاف کے آسان اور بلاتاخیر حصول کو ممکن بنانے کیلئے موجودہ طویل اور پیچیدہ عدالتی نظام کو تبدیل کیا جائے۔

(۲۰) عدالتوں میں وکلاء کو بحیثیت مشیر عدالت مقرر کیا جائے اور جانبدارانہ وکالت کے نظام کو ختم کیا جائے۔

(۲۱) شرعی حدود پر عملدرآمد کیلئے ڈویژن کی سطح پر بااختیار قاضیوں کا تقرر عمل میں لائے جائے جو قرآن وسنت اور فقہ کا علم رکھتے ہوں نیز جرائم اور بدعنوانیوں کے انسداد کیلئے بااختیار محکمہ احتساب متعلقہ قاضی کی سربراہی میں قائم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ملک میں نفاذ شریعت کے سلسلے میں عملی اقدامات کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس معاملے میں آپ کو ہمت وقوت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

شیخ الحدیثؒ کا افغان مجاہدین سے باہمی اختلافات ترک کرنے کی اپیل

افغانستان میں اشتراکیت سے برسرپیکار مجاہدین کی باہمی گروہ بندی، اختلافات اور انتشار پر پچھلے

دنوں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے جون کے پہلے ہفتہ میں ذیل کا پردرد مکتوب (جسے حضرت کے ہدایات و رہنمائی میں احقر نے مرتب کیا) ایک وفد (جس میں احقر کے علاوہ مولانا قاضی عبداللطیف کلاچوی اور، مولانا قاری سعیدالرحمٰن شامل تھے) کے ہاتھ مجاہدین کے مختلف احزاب کے زعماء کی خدمت میں بھیجا، جس کا متن یہ ہے

گرامی قدر مجاہدین اسلام وحامیانِ دینِ متین ، زعماءِ جہاد افغانستان وجمیع رفقاء ومجاهدین وجنودالاسلام ایدکم الله

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! مزاج گرامی! آپ حضرات کے مجاہدانہ اورسرفروشانہ کارنامے اس الحاد ودہریت وزندیقیت کے زمانہ میں اسلام اورعالم اسلام کیلئے قرون اولی کی یاد تازہ کررہے ہیں، بے سروسامانی کے عالم میں ایک ایسی قوت جابرہ کا مقابلہ جواس وقت دنیا میں انا ربکم الاعلیٰ کا مدعی ہے اوراللہ تعالیٰ کی وجود کوچیلنج کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لانہایت امداداورنصرت کے بغیر ناممکن ہے۔ ہم اگرچہ کمزور ہے لیکن یقین جانئے کہ ہماری مخلصانہ دعائیں شب وروز آپ کے شریکِ کار ہیں۔

محترم! آپ خودعلماء اوراہل علم ہیں بے اتفاقی تشت اورباہمی اختلاف کے بارے میں قرآن کریم کی تصریحات، احادیث نبوی علی صاحبہا الف الف صلوۃ، اورمسلمانوں کی پوری تاریخ عروج وزوال آپ سے پوشیدہ نہیں، جسکی تکرار آپ حضرات کے سامنے تحصیل حاصل ہوگی۔ میں آپ کو خالق کائنات کاواسطہ دیکر یہ بتلانا چاہتاہوں کہ آپ لوگوں کا اختلاف صرف دوافراد، دوگروہوں، دوجماعتوں کا اختلاف نہیں اس سے عالم اسلام ٹکڑے ہورہاہے آپ اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں کہ آپ کا جہاد کسی ایک سرزمین کانہیں اس کا جغرافیائی حدود سے تعلق نہیں بلکہ یہ ایک نظریاتی جنگ ہے جس کو بجا طور پر عالم اسلام کی جنگ قرار دیاجاسکتاہے اورآپ صرف افغانستان کیلئے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کیلئے لڑرہے ہیں۔ صرف میں اورمیرا دارالعلوم نہیں پاکستان کے تمام علماء کرام اورتمام عالم اسلام اس سے سخت پریشان ہے آپ کی معمولی ناچاقی شماتت اعداد کاذریعہ بن رہی ہے۔ نصرت الٰہی کے انقطاع کاذریعہ بن رہی ہے۔ مسلمانوں کی تباہی اوربربادی کاباعث باہمی افتراق بن رہاہے۔ اس وقت جومقام جہادوعزیمت اللہ تعالیٰ نے آپ کودیا ہے۔ خدانخواستہ ایسی معمولی لغزش سے اگراس کوکچھ بھی گزند پہنچا تواس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اورمسلمانوں کے نزدیک آپ حضرات پر ہوگی۔ پاکستان کے تمام علماء کرام کی جانب سے آپ سے دست بستہ درخواست کرتاہوں کہ للہ ان اختلافات کوبلاتاخیرختم کیجئے۔ اس وقت میں اپنے بیٹے برخوردار مولانا سمیع الحق اورڈیرہ اسماعیل خان کے مشہور عالم دین قاضی عبداللطیف صاحب کلاچوی اورراولپنڈی کے معروف عالم دین برخوردار قاری سعیدالرحمٰن صاحب کوبطورخصوصی وفد اس

غرض سے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرمادے وھو میسر لکل عسیر اور اگر ضرورت پڑی تو انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود خود بھی حاضری سے دریغ نہیں کرونگا۔ میرا ارادہ ہے کہ مجاہدین کی بھر پور امداد اور حمایت کے لئے عنقریب پاکستان اور خصوصا سرحد و بلوچستان کے علماء اور اہل درد حضرات اور صلحاء سے بھی رابطہ قائم کروں اور اس سلسلہ میں آج تک جو کسل واقع ہوا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے اسکی تلافی کیلئے بھی ان سے مشورہ کروں۔

''عبدالحق عفی عنہ''

اتحاد کی ضرورت محسوس کرنا

ہم نے کئی دن تک حضرت کے مکتوب کی روشنی میں پشاور میں مقیم زعماء جہاد سے بات چیت کی جو الحمدللہ کسی حد تک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور اتحاد کی ضرورت کو سب نے محسوس کیا اور کچھ حضرات نے اس سلسلہ میں قدم بھی اٹھایا۔

O

ختم بخاری شریف وتعطیلات

۳۰ رجب ۱۴۰۱ھ بمطابق ۳ جون ۱۹۸۱ کو دارالعلوم میں ختم بخاری شریف کی تقریب ہوئی ۔ دارالحدیث اساتذہ وطلبہ اور مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت والد محترم نے آخری حدیث کی تشریح کے بعد سوا گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ یکم شعبان کو سالانہ امتحانات شروع ہوئے جو ۱۰ رشعبان تک جاری رہے۔ دورۂ حدیث کے امتحانات وفاق المدارس العربیہ کی نگرانی میں ہوئے۔ نگران امتحانات مولانا مجاہد خان الحسینی فاضل دیوبند تھے ۔ اس کے بعد دارالعلوم کے تعلیمی شعبوں میں سالانہ تعطیل ہوئی جو ۱۰ رشوال تک جاری رہے گی۔

وفاق المدارس کا اجلاس اور اس میں مسئلہ افغانستان کے حوالہ سے قرارداد پیش کرنا

۱۲ رجون: کی شب کو کراچی پہنچے ،۱۳ رجون: کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ نیوٹاؤن میں وفاق المدارس کے اجلاس عاملہ میں شرکت کی۔

۱۴، ۱۵، ۱۶ رجون کو وفاق کے مجلسِ شوریٰ کے جلسوں میں برابر شریک رہے اور اجلاس میں بھر پور حصہ لیا۔ افتتاحی اجلاس میں مسئلہ افغانستان پر اشتراکیت اور اس کے ہمنواؤں کے بارہ میں ایک مؤثر قرارداد پیش کی ۔ جسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ یہ قرارداد مرتب کرنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے ناچیز کو دی اسے وفاق کے رجسٹر کاروائی میں بھی احقر نے درج کیا، یہ قرارداد علماء حق کی جانب سے جہاد افغانستان کی تائید میں

پہلا اعلان تھا: اس قرارداد کا متن یہ تھا:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا یہ عظیم الشان اور نمائندہ اجلاس علماء کرام، مشائخ اور طلباء مدارس دینیہ کی اس برادری کو پرزور خراج تحسین پیش کرتا ہے، جونہایت جانثاری وجانسپاری کے ساتھ افغانستان میں دنیا کی سب سے بڑی استبدادی طاقت اور دشمن انسانیت ومذہب، اشتراکی ،روس حکومت سے برسرپیکار ہے جہاں روسی حکومت اوراس کے اشتراکی ہمنواؤں نے مدارس عربیہ کو تہ وبالا کردیا ہے، خانقاہیں مسمار ہوچکی ہیں اور مساجد کو تباہ کیا جارہا ہے اور دینی علمی حلقوں سے وابستہ ایک ایک شخص کو چن چن کر تہہ تیغ کیا جارا ہے وفاق المدارس العربیہ کا یہ اجلاس اپنے ان افغانستانی قابل فخر سپوتوں اور فضلاء کو بھی سلام کرتا ہے جو وفاق المدارس سے وابستہ مدارس سے فارغ ہوئے اوراب سے رقم کررہے ہیں اوران فضلاء میں اب تک سینکڑوں جام شہادت نوش کر چکے ہیں،وفاق المدارس العربیہ کے نزدیک یہ غیور علماء شمع اسلام پر نثار ہوکر جہاد وعزیمت کا زریں باب رقم کررہے ہیں جو دنیا بھر کے علماء کے لئے عموماًاور پاکستان کے دینی علماء حلقوں کیلئے خصوصاً دعوت عمل دے رہے ہیں چونکہ اشتراکیت کی یہ یلغار پاکستان کے دروازے پر دستک دے رہی ہے اس لئے وفاق المدارس کا یہ اجلاس یہاں کے اہل علم ارباب مدارس خانقاہوں اوردینی مراکز سے وابستہ حلقوں سے اپیل کرتا ہے، کہ وہ ان حالات پر گہری نظر رکھے اوراس بارے میں مسئولیت خداوندی کا احساس اور جذبہ بیداری کو اپنے اندر پیدا کریں وفاق المدارس کا یہ اجلاس اس جہاد کو عظیم اسلامی جہاد قرار دیتے ہوئے شہداء کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

اجلاس جو ہرلحاظ سے کامیاب رہا۔ اس کی کامیابی میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ نے بھرپور اور قابل تقلید وتحسین حصہ لیا اجلاس میں کئی ذیلی کمیٹیوں کی تشکیل بھی ہوئی جن میں مولانا سمیع الحق صاحب بھی شامل ہیں جس کے ختم اجلاس کے بعد کراچی میں کچھ اجلاس ہوئے۔

اہلیہ حضرت مولانا مفتی شفیعؒ کی رحلت پر تعزیت اور گلشن اقبال کے دو مدارس کا دورہ

قیام کراچی کے دوران دارالعلوم کراچی جاکر مولانا محمد رفیع عثمانی اور مولانا تقی عثمانی سے ان کی والدہ ماجدہ کی وفات پر اظہار تعزیت بھی کیا اور مرحومہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔

۱۹رجون: کوگلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی کے مدرسہ احسن العلوم میں فاضل نوجوان مولانا زرولی خان صاحب کی دعوت پر خطبۂ جمعہ دیا،جس میں اسلام اور عصر حاضر کی مصنوعی تہذیبوں کو موضوع سخن بنایا، نماز جمعہ کے بعد موصوف کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں مدرسہ نیوٹاؤن کے زعماء بھی شریک

ہوئے ۔ واپسی پر احقر نے گلشن اقبال میں واقع مولانا حکیم محمد اختر مدظلہ کی خانقاہ امدادیہ اوران کے مکتبہ کا معائنہ بھی کیا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ راولپنڈی پشاور اور لارنس پور کے تبلیغی اسفار

۱۹رجون: کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا قاری محمد امین صاحب کی دعوت پر جامعہ عثمانیہ روکشائی راولپنڈی کے جلسہ دستار بندی میں شرکت کی ۔ نماز جمعہ سے قبل آپ نے نصائح سے لبریز خطاب فرمایا۔ نماز جمعہ پڑھا کر طلبہ کی دستار بندی فرمائی ۔

صاحبزادہ مولانا محمد ارشد مدنی کی تشریف آوری

۲۵جون: مولانا محمد ارشد مدنی صاحبزادہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ اچانک ۲۵رجون کو دارالعلوم تشریف لائے ۔ دن بھر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ رہے ۔ رات سخاکوٹ جاکر حضرت مولانا عزیرگل مدظلہ کے ہاں قیام کیا۔ دوسرے دن پشاور ٹھہرے ۔

۲۶رجون: کو بعد از نماز جمعہ بعض احباب کے اصرار پر آپ پشاور تشریف لے گئے اور بعد از عصر ڈاکٹر ضیاء الاسلام کی دعوت پر یونیورسٹی ٹاؤن کی مسجد کاسنگِ بنیادرکھا۔

۲۷رجون: کو واپسی پر دوبارہ تشریف لائے۔ اس وقت میں بھی موجود تھا بعداز ظہر انکی معیت میں راولپنڈی روانہ ہوئے ۵ بجے کے جہاز سے انہیں الوداع کہااور مولانا ارشد صاحب کراچی ملتان لاہور ہوتے ہوئے قبل از رمضان ہی عازم دیو بند ہوئے ۔

مولانا بام جی افریقی کا واٹرکولروں کا عطیہ

انہی ایام میں مولانا محمد طاسین صاحب،مولانا محمد بنوری،اورمولانا باجی صاحب (افریقہ والے) بھی دارالعلوم تشریف لائے اورحضرت والد ماجد مدظلہ سے ملاقات کی ۔مولانا بام جی صاحب نے جو ہمیشہ سے مدارس کی سرپرستی کرنے والے اہل خیر میں ہیں ، دارالعلوم میں بجلی سے چلنے والے ٹھنڈے پانی کے بڑے واٹرکولرکی ضرورت کا احساس کیااورواپسی سے قبل اسے مہیا کرنے کانظم بھی فرمایا۔اب یہ دوواٹرکولرتقریباً بیس ہزار روپے کے مصارف سے دارالعلوم میں کام شروع کر چکے ہیں اوراپنے معطی حضرات کیلئے صدقۂ جاریہ کاباعث بن رہے ہیں۔

۲رجولائی : کوحضرت شیخ الحدیث مدظلہ لارنسپوروولن ملز میں تعمیر شدہ عالیشان مسجد کا افتتاح فرمایااوراس موقع پر فضیلتِ مساجد پر عالمانہ خطاب بھی کیا۔ یہ سفرآپ نے جناب حسین داؤد صاحب ایم ۔ڈی اور جناب خواجہ امان اللہ صاحب ڈائرکٹر داؤدکارپوریشن کی شدید خواہش

پر کیا۔

کتابوں کا گرانقدر عطیہ

حسن ابدال کے جناب مولانا قاضی عبدالقادر ہزاروی مرحوم رحلت کے بعد اسلامی علوم وفنون کی گرانقدر کتابوں کا ذخیرہ چھوڑ چکے تھے۔ اب یہ نادر خزانہ مرحوم کے فرزند مولانا عبدالقیوم صاحب اور مولانا حافظ عبدالقادر صاحب کے مساعی سے کتب خانہ دارالعلوم میں وقف ہوکر محفوظ ہو چکا ہے۔ تقریباً دو سو کتابیں حدیث وتفسیر کی ضخیم مجلدات اور کچھ نہایت نادر قلمی مخطوطات بھی ان میں شامل ہیں۔ ارباب دارالعلوم اس علمی عطیہ پر مرحوم کے رفع درجات کے متمنی اور تمام متعلقہ حضرات کا ممنون ہیں۔

مولانا شیر علی شاہ کا دورہ تفسیر

۳رجولائی: اس سال یکم رمضان المبارک سے دارالعلوم میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب سابق استاذ دارالعلوم حقانیہ قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر پڑھا رہے ہیں۔ طلبہ اور مقامی حضرات ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں۔ اس طرح الحمد للہ دارالحدیث شہر نزول قرآن مجید میں دارالتفسیر بن گیا ہے۔ مولانا موصوف دارالعلوم کے ہونہار قدیم فاضل اوراب پچھلے ۹ سال سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ موصوف تعطیلات میں گھر تشریف لائے ہوئے ہیں۔

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا وفاقی شرعی عدالت کا جج مقرر ہونا

جولائی ۱۹۸۱ء: دیرینہ محترم دوست جناب مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کراچی جوان دنوں وفاقی شرعی عدالت کے معزز جج کے طور پر اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ رمضان المبارک میں تشریف لائے۔ دودن یہاں قیام فرمایا اورحضرت والد ماجد مدظلہ کی زیارت کی، مولانا موصوف کی نئی ذمہ داریوں پر مبارکباد اوراستقامت وکامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث مدظلہ کا جہاداوراشتراکیت کے خطرات کے موضوع پر نمازعید سے قبل خطاب

۲۔اگست ۱۹۸۱ء بروز اتوار: عیدالفطر کے دن عیدگاہ میں ہزاروں افراد سے نمازعید سے قبل حسب دستور حضرت مدظلہ نے خطاب فرمایا اورخطاب میں دیگر امور کے علاوہ افغانستان کے جہاد اورعالم اسلام بالخصوص پاکستان پراشتراکیت کے منڈلانے والے خطرات سے سامعین کوآگاہ کیااور جہاد کی فتح اور ملک وملت کی سلامتی کیلئے دعائیں کیں۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

مفاتیح الغیب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد ! فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہالرحمن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

(لقمان ٣٤)

بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں ۔ اور کسی بھی جی (نفس) کو معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا۔ اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سب جاننے والا خبردار ہے۔

مقادیر خمسہ:

محترم سامعین! میں نے آپکے سامنے قرآن کریم کی جو آیت کریمہ تلاوت کی اس مختصر آیت میں اللہ تعالیٰ پانچ بڑے بڑے مسئلے بیان فرماتے ہیں جن میں ہر مسئلہ بہت زیادہ تفصیل طلب ہے۔ سب سے پہلے علم الساعۃ یعنی قیامت کے حتمی وقوع کا علم، دوسری چیز بارش کا مقررہ وقت قطروں کی مقدار پانی کی بھاڑ اور جس جس زمین کو اللہ تعالیٰ سیراب کرنا چاہتا ہے اسکا قطعی ویقینی علم، تیسری چیز ماؤں کے پیٹ کے اندھیرے، تاریکی اور جھلی کے اندر جنین کی تمام کیفیات اور حالات کا علم، چوتھی چیز کل (آئندہ آنے والا دن) کا علم، پانچویں چیز اپنے اجل (موت) مطلق کا صحیح وقت اور اسکا جاننا۔ قیامت کے وقوع اور معین وقت کا علم بغیر اللہ تعالیٰ کے نہ تو کسی نبی مرسل کو ہے نہ کسی مقرب فرشتے کو۔ مشہور ہے کہ بغداد کے کسی خلیفہ نے خواب میں فرشتے کو دریائے دجلہ سے نکلتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ بتاؤ میری عمر کتنی باقی ہے۔ اس کے جواب میں فرشتے نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جب کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ صبح ہوئی تو خلیفہ نے تمام حکماء کو جمع کرلیا اور خواب کی تعبیر پوچھی ۔ ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا۔ کسی نے کہا کہ اے خلیفہ! تیری عمر پانچ دن باقی رہ گئی ہے۔ کسی نے پانچ ماہ اور کسی نے

پانچ سال بتایا مگر خلیفہ کی تسلی نہ ہوئی ۔ کسی نے مشورہ دیا کہ اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا جائے جب آپ کے سامنے خواب کی روئیداد بیان کی گئی تو امام صاحب نے فرمایا کہ ہاتھ کے اشارے کا مطلب یہ ہے کہ اے خلیفہ! آپ کا سوال اُن پانچ چیزوں میں سے ایک کے متعلق ہے جن کا علم اللہ نے مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (لقمان:۳۴) جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث ابن عمرؓ میں اس کو مفاتح الغیب خمسۃ سے تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

بہر حال اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محیط اور مخلوق کی بے بسی کا ذکر فرما کر اپنی وحدانیت پر دلیل قائم کی ہے۔ اس بات میں کچھ شک نہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر واقعہ کی خبر رکھنے والا ہے۔ اس کے احاطہ علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

۱: قیامت کا علم

بخاری و مسلم اور دیگر کتب حدیث میں حضرت عمر بن خطابؓ کے حوالے سے ایک طویل حدیث مروی ہے۔ جسمیں قیامت کا ذکر بایں الفاظ آیا ہے۔ متی تقوم الساعة یعنی قیامت کب آئے گی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ماالمسئول عنه باعلم من السائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ سوال کرنے والے سے زیادہ مجھے بھی کچھ معلوم نہیں۔ مطلب یہ کہ جس طرح آپ کو وقوع قیامت کا صحیح علم نہیں ۔اس طرح مجھے بھی کچھ پتا نہیں۔ اکثر خطبات جمعہ میں میں نے قیامت کے متعلق آپ لوگوں کو بتایا ہے۔ بہر حال قیامت آئیگی ۔کب آئیگی؟ اس کا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کارخانہ قدرت توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا جائے گا؟ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی تازگی پر خوش رہتا ہے۔ کیا انسان یہ نہیں جانتا کہ دنیا فانی ہونے کے علاوہ فی الحال بھی یہ چیز اور اسکے اسباب خدا کے قبضے میں ہیں۔ جب وہ چاہے گا۔ تمام کائنات کو سیکنڈ میں تہہ بالا کر دے گا۔

۲: بارش کا علم

غرض قیامت کے وقوع کے متعلق پھر کبھی اگر موقع ملا بیان کردوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آج باقی چار باتوں کا کچھ نہ کچھ تذکرہ کروں۔ جس میں دوسری بات یعنی بارش کے متعلق ہے جو خدا کے امر سے ہورہی ہے لیکن یہ بتا تا چلوں کہ بارش کا تعلق آسمان سے ہے یا بادل سے۔ قرآن کریم نے دونوں کا بیان

واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے ایک جگہ ارشاد ہے :

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ (النحل: ۱۰)

''اللہ وہی ذات ہے جس نے آسمان سے تمھارے لئے پانی اتارا۔''

اور ارشاد ہے :و انزلنا من السماء ماء مبارکا ''اور ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی۔''

اسی طرح ایک آیت مبارکہ میں بادل کا ذکر بایں الفاظ آیا ہے۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (النبا: ۱۴)

''اور ہم نے اتارا بادل سے پانی کا ریلہ''

لیکن یاد رکھو کہ لغت کے اعتبار سے سَمَآءِ (یا آسمان) سے اوپر کی فضا مراد ہے ای کل شیء فوق رأسك وظل بك، جو چیز انسان کے اوپر ہو اور انسان پر سایہ کرے اسے لغت میں سمآء یا آسمان کہتے ہیں تو پھر کوئی اشکال نہیں ۔ کیونکہ جس طرح آسمان ہمارے اوپر ہے اس طرح بادل بھی ہمارے سروں کے اوپر ہوتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور تامہ ہے جس سے چاہے بارش نازل کرے۔اسکی طاقت وقدرت کے مقابلے میں کوئی چیز آڑے نہیں آسکتی۔

مخفی طاقت کے ساتھ بادلوں کو ہواؤں کے ذریعے سے اکھٹا کر دیتا ہے لیکن جدید سائنس کے تحقیقات ہی کچھ نرالے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ۔بارش کا پانی دریاؤں سے بخارات کی شکل میں اٹھ کر فضا میں بادل میں تبدیل ہوکر یہی قطرات دوبارہ برستے ہیں، جس کو بارش کہتے ہیں وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (ابراھیم: ۲۰) اللہ کو کوئی مشکل نہیں ، یہ بھی خدا ہی کا کام ہے۔اس کی مرضی کے بغیر تو درخت کا پتہ بھی ہل نہیں سکتا ولا تسقط من ورقة الا يعلمها درخت سے کوئی پتہ گرے تو اسکا بھی اللہ تعالیٰ کو علم ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ قرآن کریم نے ببانگ وصل اور ڈنکے کے چوٹ پر اعلان کردیا۔ کہ بارش کا کسی کو علم نہیں ۔ پھر آج کل سائنسدان کیوں قبل از وقت بارش برسنے کی اطلاع دیتے ہیں۔موسم کا حال آپ لوگ (ٹی،وی) اور اخبارات میں دیکھتے رہتے ہیں ۔تو کیا قرآن کا یہ دعویٰ نعوذ باللہ لغو اور فضول ہیں ہر گز نہیں۔کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بارش کی تفصیل کا علم کسی انسان کے پاس نہیں ۔نہ تو اسکو علم غیب کہا جاتا ہے کیونکہ کسی آلے کی مدد سے کچھ معلوم کرنا علم غیب کی تعریف میں شامل نہیں ۔تو سائنسدانوں کا علم نہ تو علم غیب ہے اور نہ اللہ کی قدرت کے ساتھ کوئی ٹکراؤ، کیونکہ بارش کے ایک ایک قطرے کا علم خداوند قدوس کے علاوہ کسی بھی انسان کو نہیں۔پھر اس بارش کے پانی سے کونسا علاقہ سیراب ہوگا کونسا نہیں؟یہ بھی کسی کو پتہ نہیں۔بارش مفید رہے گی یا مضر یہ بھی کسی کو علم نہیں۔ نہ یہ کسی بشر کو معلوم ہے کہ

فلاں گھنٹے فلاں منٹ فلاں سیکنڈ اتنی بارش برسے گی۔ یہ تمام جزئیات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ یہ اسی کا خلاصہ ہے۔

۳: حمل کا علم

دوسری چیز جسکا ذکر آیت مبارکہ میں ہورہا ہے، وہ ماں کے پیٹ میں بچہ ہے۔ قرآن کریم نے واضح اعلان کردیا کہ بچے کا تفصیلی علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی مخلوق کو نہیں۔ اس پر بھی اشکال ہوسکتا ہے وہ یہ کہ آج کل آلات جدیدہ کے ذریعے مثلاً الٹراساؤنڈ کی مدد سے ماں کے پیٹ میں نر اور مادے کی تفریق باقاعدہ ہورہی ہے اور دیکھ کر بتا دیتا ہے کہ ماں کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ کمزور ہے یا طاقتور۔ لہٰذا یہ بھی خدا تعالیٰ کا خاصہ نہ رہا۔ لیکن جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: اسکی حقیقت کچھ اور ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچہ یا بچی سعید ہے یا شقی۔ یعنی نیک بخت ہے یا بد بخت۔ نہ یہ پتہ ہے کہ کب مرے گا۔ ماں کے پیٹ کے اندر یا باہر دنیا میں۔ یا مثلاً نطفہ مادۂ منویہ پڑا ہے تو کسی کو اس وقت یہ علم نہیں کہ اس مادہ سے بچہ پیدا ہوگا یا بچی۔ اسکے تمام اعضاء سالم ہوں گے یا ناقص۔ کانوں سے بہرا ہوگا یا زبان کا گونگا۔ یہ ساری تفصیلات خداوند قدوس ہی کو معلوم ہیں۔ نہ کسی فرشتے یا بشر کو اسکا پتہ ہے نہ علم۔ اس لئے قرآن کریم کا دعویٰ اٹل اور سچا ہے کہ

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ

۴: آئندہ دن کا علم

تیسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمائی کہ کسی نفس ناطقہ کو پتا نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا، انسان رات کو سوتے ہوئے ہزار منصوبے بنا دیتا ہے کہ کل یہ کروں گا وہ کروں گا لیکن جب صبح اٹھتا ہے تو کچھ ایسے حالات بن جاتے ہیں کہ جسکا ارادہ انسان کئے ہوتا ہے وہ جھوٹ ہوجاتا ہے۔ کسی اور کام کا سامنا کردیتا ہے کسی دانا کا قول ہے۔ کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو ایسے ہی جانا کہ انسان کے ارادوں کے خلاف کام ہوتے ہیں ارادوں کو تبدیل کرانے والا کوئی اور ذات ہی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ آپ کو یہ تنبیہ فرما دیتا ہے۔ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذالك غدا الا ان یشاء الله واذکر ربك اذا نسیت ۔۔۔الخ

یعنی کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہو کہ کل میں فلاں کام کروں گا مگر ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ دیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات کے بارے میں کافروں سے کہا تھا۔ کہ کل اس مسئلے کا جواب دوں گا۔ اور انشاء اللہ بھول گئے تو کئی روز تک وحی نہیں آئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: کہ انشاء اللہ ضرور کہنا چاہیئے۔ بندہ ساری رات سوچ سمجھ کر کسی کام کے لئے تدبیر بنالیتا ہے۔ لیکن تقدیر آگے آکر اسکے تمام ارادے خاک میں

ملا دیتی ہے اسلئے کہتے ہیں۔ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

انسان کے تدبیروں پر تقدیر کے لکھنے والے فرشتے ہنستے ہیں کہ کل بندہ کا بنگلہ بنانے کا ارادہ ہے گاڑی خریدنے کا سوچا ہے۔شادی کرنے کا پروگرام ہے سفر پر جانے کے لئے تیاری کررہا ہے۔لیکن جب کل بیدار ہوتا ہے تو تقدیر کے فرشتے کچھ اور ہی شے تھما دیتے ہے جسکی رات بھر تدبیر یکسر اُلٹ جاتی ہے۔پھر وہی ہوجاتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔اور بندہ ہاتھ ملتے ہوئے حیران و پریشان رہ جاتا ہے۔

۵: موت کا علم

پانچویں چیز جو آیت مبارکہ میں ارشاد ہوئی ہے۔وہ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ ۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کسی جی کو پتہ نہیں کہ کس زمین پر میرے بار امانت مالک حقیقی کے سپرد کرے گا۔آج تک نہ تو کسی سائنس دان کو نہ ہی کسی سیاستدان کو پتہ لگا کہ میں کب اور کیسے اور کس جگہ مروں گا۔میرا خاتمہ بالخیر ہوگا یا بلا خیر۔قاصدان علیم وخبیر خوشخبری لےکر آئیں گے یا غم والم کے پہاڑ۔مفسر ابوسعودؒ فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے۔اُن کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جس کی طرف ملک الموت نے گھور کر بغور دیکھا۔وہ شخص ڈر گیا اور سلیمانؑ سے عرض کیا کہ مجھے یہاں سے دور کہیں ہندوستان کے کسی خطے میں بھیجوا دو، جنات اور ہوا تو سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے۔آپ نے حکم کیا تو وہ شخص دور دراز علاقے میں پہنچ گیا، پھر آپ نے ملک الموت سے پوچھا کہ آپ اس شخص کو گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے تھے تو اُس نے بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ اس شخص کی جان ہندوستان کے فلاں جنگل میں فلاں وقت پر قبض کرنی ہے۔وقت بالکل قریب تھا مگر میں اُس شخص کو آپ کے پاس بیٹھا دیکھ کر حیران ہورہا تھا کہ اتنے تھوڑے وقت میں یہ شخص مقررہ مقام پر کیسے پہنچ سکے گا۔جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی برحق ہے۔اور اس کی جان وہی قبض ہونی ہے۔اس طرح گویا وہ شخص خود اپنی خواہش پر اپنی جائے موت پر پہنچ گیا اور ملک الموت نے اس کی روح اُسی مقام پر قبض کرلی۔

احکام واکوان

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ غیب کی چیزوں کا تعلق یا تو احکام سے ہوتا ہے، یا اکوان سے۔احکام سے مراد شرعی احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو بتلاتا ہے کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام، فلاں کام جائز ہے یا ناجائز۔یہ احکام از قسم غیب سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا کلی علم اپنے پیغمبروں کو عطا فرمادیا۔ہم دین کے کسی مسئلہ یا حکم کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ اس کا علم اللہ کے نبی کو نہیں دیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو شرعی احکام کا تفصیلی علم دے دیا

ہے یا وہ اصول بتلا دی جن کی رو سے کوئی حکم نکالا جاسکتا ہے۔سورۃ الجن میں بھی عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم الغیب ہے،وہ کسی پر اپنا غیب ظاہر نہیں کرتا،البتہ اپنے رسولوں میں جسے پسند کرتا ہے اسے بذریعہ وحی بتلا دیتا ہے۔

جہاں تک اکوان یعنی اس کا کائنات میں واقع ہونے والے امور کا تعلق ہے تو چیزیں یا مکان سے متعلق ہوتی ہے یا ماضی، حال اور مستقبل سے،ان کی جزیات کا بے شمار علم اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو بھی دیا ہے اور بعض دوسرے لوگوں کو بھی،مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بعض اکوانی چیزوں کا علم دے دیا جو اپنے جلیل القدر پیغمبر اور صاحب تورات رسول موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں دیا۔البتہ شرعی احکام کا علم اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو مکمل طور پر دیا جو حضرت خضر علیہ السلام کو نہیں دیا۔

عقیدہ علم غیب

اہل بدعت اور شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر، ولی اور امام بھی غیب جانتے ہیں۔اس ضمن میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ حقیقت میں غیب وہ ہوتا ہے جو بغیر کسی ذریعے کے خود بخود معلوم ہو۔مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو جو بات بتلاتا ہے اس میں وحی کا ذریعہ شامل ہوتا ہے۔اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی بعض اوقات کشف یا خواب کے ذریعے کچھ بتا دیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ علم بھی بغیر واسطہ کے تو نہیں ہوتا۔اسی طرح جس بات کو عقل یا غور وفکر کے ذریعے معلوم کیا جائے وہ بھی غیب نہیں،غیب وہی ہوگا جو بغیر کسی واسطے یا آلے حواس کے حاصل ہوا اور وہ صرف اللہ کی ذات کیساتھ مخصوص ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ (النمل:٦٥)

''اے پیغمبر آپ کہہ دے کہ ارض وسما میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (البقرة:٢٨٢)

''اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (حم سجده:٥٤)

ہر چیز کا احاطہ بھی خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے۔

غرض یہ کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے۔اُس کا علم ذاتی ہے جبکہ باقی تمام مخلوق کو جو بھی علم دیا جاتا ہے وہ عطائی ہوتا ہے اور اس پہ غیب کی تعریف صادق نہیں آتا۔علیم وخبیر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقیدہ نصیب فرما کر موت کی سختی سے بچائے اور عمل صالح ومبرور کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مولانا عبدالقیوم حقانی٭

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کا عظیم علمی کارنامہ

امام لاہوریؒ کے تفسیری افادات کی حفاظت

تالیف وترتیب اور اشاعت

حامداً ومصلیاً:

برصغیر میں جو افراد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ،امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور امام احمد علی لاہوریؒ کے مشن بالخصوص ان کے قرآنی علوم ومعارف کے اسلوب کے ترجمان تھے ان میں آخری نشانی کے طور پر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ،مشن اور تفاسیر امام لاہوری کے پرچم کو تھامے ہوئے ہیں ۔عوارض وامراض کے ہجوم اور پیرانہ سالی کے باوجود ان کے علم ،قلم ،تحریر اورانفرادیت کی لَو سے بزمِ تفاسیر لاہوری ، زندگی کی حرارت اور اُجالے کا احساس دلانے میں کامیاب ہے۔امام لاہوریؒ کی تعلیم وتربیت ،درس وتدریسِ قرآن،علم وعمل اور فکروفہم کے وہ آخری چراغ ہیں ۔جن کی ذات میں امام لاہوری ؒ کے تمام تفسیری علوم ومعارف سمٹ آئے ہیں ،تصنیف وتالیف،مکاتیبِ مشاہیراور خطباتِ مشاہیر کے بعد امام لاہوریؒ کے تفاسیر کی ترتیب وتالیف اور علمی کمالات نے ان کے ارد گرد اپنا حصار قائم کرلیا ہے۔

امام لاہوریؒ کے تفسیری افادات کی حفاظت واشاعت کے حوالے سے جس طرف بھی دیکھیے اب وہی ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں وہ تمام تفسیری خدمات اور قرآنی علوم ومعارف کے فروغ کی مساعی جو کبھی لاہور میں موجود مولانا احمد علی لاہوریؒ کے امتیازات تھے اب وہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کی شخصیت کا حصہ ہیں ۔میں نے جن بڑوں کو دیکھا اور جن اکابر کی زیارت وملاقات کی سعادت سے بہرہ ور ہوا ،ان میں حضرت مولانا سمیع الحق کا انداز ،رنگ اور ان کی ادائیں دوسروں سے مختلف ہیں ۔قومی وملی خدمات، اتحادِ امت کے مساعی،وحدتِ امت کی تگ ودَو ،ملکی سا لمیت کی حفاظت، عالمی دہشتگردی کا تعاقب،ملک کے ایک بڑے اور عظیم ادارے کا اہتمام،پینتیس (۳۵) سال سے پارلیمنٹ میں نفاذ

٭ مہتمم جامعہ ابوہریرہ،خالق آباد نوشہرہ،وسابق مدیر ماہنامہ "الحق"

شریعت کی جنگ اور عمل و کردار کی ان تمام تر عظمتوں کے باوصف زندگی سادگیوں کی ایک ایسی مثال ہے جہاں تصنع، کروفر اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کو دم مارنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔

جب بھی ملنے جاتا ہوں اپنے تمام قلمی مسودات بالخصوص تفاسیر امام لاہوریؒ کے اب تک مرتب کردہ تینوں جلدوں کی کتابت شدہ تمام کاپیاں میز پر رکھ دیتے ہیں، ملتے ہیں تو اتنے والہانہ اور مشفقانہ انداز سے کہ سفر کی تھکان سے چور جسم، کثرتِ کار، ہجومِ افکار اور مسائل کے انبار سے بوجھل روح، اطمینان، سکون اور راحت کی اس لذت سے آشنا ہو جاتی ہے جو کم ہی نصیب بنتی ہے تفسیری حوالے سے ان کی گفتگو میں مٹھاس اور ذائقہ ایسا جس کی کیفیت کو الفاظ کی کوئی بھی ترتیب ادا نہیں کر سکتی ادھر بولتے اور ساتھ ساتھ لکھنے کا ایک مخصوص انداز، ہونٹوں کو کاٹنے کی ادا، زبان کو ایک دائرے میں حرکت دیتے رہنا، آنکھوں کی چمک اور لہجے کی دھنک سے فرحت و احساس کے پھول مہکنے لگتے ہیں۔ عمر کی ۸۰ویں منزل میں قدم رکھ چکے ہیں مگر ان کا حافظہ اسی طرح قوی، ان کی یادداشت جوان، ان کا علم مستحضر، ان کی معلومات مکمل، اور ان کے لہجے زبان اور تحریر کی کاٹ آج بھی تلوار کی کاٹ ہے اپنے وقت کے عالمِ اسلام کی ہر بڑی شخصیت کو انہوں نے دیکھا۔ ہر علمی، ادبی اور سیاسی انسان ان کے سامنے رہا، صاحبِ علم، صاحبِ قلم، صاحبِ حکومت اور صاحبِ زبان افراد کے وہ ہم نشین رہے یا قریب سے گذرے اس لئے فرقِ مراتب اور فرقِ کمال کو بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں۔

ان دنوں جبکہ وہ امام لاہوریؒ کی تفسیر کی تکمیل میں مگن رہتے ہیں جب بھی حاضری ہوتی ہے یا چند گھڑیاں ان کی صحبت میں بیٹھنے کو میسر ہو جاتی ہیں تو خود کو محبتوں اور شفقتوں کی دنیا میں معمور پاتا ہوں اور ایسے لگتا ہے کہ اللہ پاک نے امام لاہوریؒ کے تفسیری علوم و معارف ان کے سینۂ بے کینہ میں منتقل کر دیے ہیں اب خیر سے ان کا خامہ تفسیری افادات کی ترتیب و تالیف میں چوکڑیاں بھر رہا ہے اور یہ آج کی بات نہیں تقریباً ۶۵ سال سے ان کا قلم ادب و صحافت اور فکر و تحقیق کے میناروں کا وقار اور حسن ہے اور تفسیری حوالے سے تو ان کے قلم کی روانی کا یہ عالم ہے جب دوسرے تھک جائیں، نڈھال اور مضمحل ہو کر بیٹھ جائیں وہاں سے ان کی ابتداء اور سفر کی شروعات ہوتی ہیں۔ یکساں انداز، زبان پر قدرت، اسلوب و ادا میں انفرادیت، بیان میں رفعت و شوکت، وقار اور متانت، امام لاہوریؒ کے طرزِ گفتگو کو طرزِ تحریر کے سانچوں میں ڈھالنا، جیسے چاہیں تقریر کو تحریر میں ڈھال دیں اور وہی ادائیگی کا بہترین اسلوب قرار پائے۔

میرا یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ امام لاہوریؒ کے تفسیرات پر ان کی نظر کا مقابلہ فی الوقت کوئی دوسری نظر نہیں کر سکتی میرے سامنے حضرت کی مرتبہ تینوں جلدیں ہیں۔ عنوانات، بغلی سرخیاں، ترتیب

وتالیف الغرض تالیفِ تفسیر کا حق انہوں نے خوب خوب ادا کردیا ہے۔ تفسیرِ لاہوری پر ان کا کام ایک ادارے کے کام سے آگے ہے۔ امام لاہوری ؒ کے حوالے سے تمام تر مسودات، فضلاء کی تحریرات اور خود امام لاہوری ؒ کے افادات کو انہوں نے کھنگال کرر کھ دیا ہے۔ تفسیری میدان میں بھی متعلقہ علوم پر بھرپور گرفت ان کا مزاج ہے اس باب میں بھی وہ کسی تساہل اور رعایت کے روادار نہیں۔ مناسب موزون اور مدلل طریقے سے گرفت کرتے ہیں، اطراف وجوانب سے بھی بے خبر نہیں رہتے۔

میرے سامنے اس وقت تفسیر امام لاہوری ؒ کے مرتب کردہ تین جلدوں کے مسودات ہیں جو صاحب تفسیر کی طرح مرتب کی وسعتِ علمی، ژرف نگاہی اور تحقیق وعرق ریزی کے ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے وہ نمونے ہیں جنہوں نے ان کو اس دور کے مفسرین امت کی پہلی صف میں کھڑا کردیا ہے۔ بلاشبہ آج وہ نہ صرف حقانی فضلاء بلکہ علماء دیوبند کے ایک باکمال فرد، ایک برگزیدہ شخصیت، علم وفضل کا عنوان اور کردار وعمل کی اعلیٰ مثال ہیں اور اس دور میں جب ایک کے بعد ایک چراغ بجھ رہا ہے ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں۔

۳ ستمبر ۱۹۳۶ء میں گلستانِ حیات ان کے وجود کی خوشبو سے مہکا، اس خوشبو کی علمی، قلمی، ادبی اور تفسیری حکمرانی کا دور جاری ہے۔ بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ پوری صحت مندی کے ساتھ ان کے تفسیری علم وفضل اور قرآنی فکر ونظر کی قندیلیں بھی روشن رہیں اور تفسیر امام لاہوریؒ کا خاص مشن بحسن وخوبی تکمیل پذیر ہو۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین

مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۵ فروری ۲۰۱۷ء

(اطلاع عام)

تذکرہ سوانح شیخ المشائخ حضرت مولانا سید محمود (صندل باباجیؒ)

تمام علماء کرام اور طلباء کرام وعظام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پیرومرشد شیخ المشائخ حضرت مولانا سید محمود صندل صاحب المعروف صندل باباجیؒ کے سوانح عمری اور حالات زندگی لکھی جارہی ہے، آپ حضرات سے التماس ہے کہ جس ساتھی کے پاس حضرت کے مواعظ، بیانات اور وظائف یا کسی بھی قسم کی معلومات ہوں تو براہ مہربانی درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں:

حضرت مولانا فضل ودود حقانی صاحب مدظلہ مجاز ابن حضرت باباجی صاحبؒ

دار العلوم محمودیہ دیر بالا ڈاکخانہ واڑی بازار، مقام نہاگ درہ صندل محلہ نرے کس

برائے رابطہ - 0306-5902150 - 0311-0888198............مولانا مفتی ابوحماد شاکر اللہ حقانی 03028817549

(قسط ۱۵) حضرت مولانا نور محمد ثاقب*

اُصولِ حدیث

علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات

الحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ الحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفىٰ، وَالصَّلٰوة وَالسَّلام عَلى عِبَادِه الَّذِينَ اصْطَفىٰ، سِيَّمَا عَلىٰ سَيِّدِنَا وَرَسُولِنَا مُحمَّدِ الْمُصْطَفىٰ، وَعَلىٰ آلِه وَاَصْحَابِه وَمَنْ بِهَدْيِهِ اهْتَدىٰ

اَمّابعد! بندہ نے پچھلی قسطوں میں علم اُصولِ حدیث، علوم الحدیث، علم مصطلح الحدیث اور علم درایۃ الحدیث میں ہمارے علماء احناف کی سات سو (۷۰۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔

اَب اِس علم میں اُن کی دیگر کتابیں (مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۷۰۱. " الأحاديث الأربعون لِابن المبارك " تأليف الامام الثقة الثبت الحجّة أمير المؤمنين فى الحديث الفقيه الزّاهد المجاهد أبى عبدالرّحمٰن عبدالله بن المبارك المَرْوَزىّ الحنفى - من مشاهير تلامذة الإمام الأعظم أبى حنيفة رحمه الله- المولود بِمَرْوَ سنة ۱۱۸ھ ، المتوفّٰى بِهِيت (مدينة على الفرات) ، منصرفًا من غزو الرّوم ، فى رمضان المبارك سنة ۱۸۱ھ.

(امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ پہلی "اربعین" ہے جو کہ تصنیف کی گئی ہے۔)

۷۰۲. " كتاب المعرفة و التّاريخ " تأليف الإمام الثقّة الحافظ الحجّة محدّث العراق الفقيه الزّاهد أبى سفيان وكيع بن الجَرَّاح بن مليح الرّؤاسىّ الحنفى - من تلامذة الإمام الأعظم أبى حنيفة رحمه الله ، كان قد سمع منه شيئًا كثيرًا و روىٰ عنه تسعمائة حديثٍ و كان يُفتى بقوله . المولود بِكوفة سنة ۱۲۷ھ و قيل سنة ۱۲۹ھ ، المتوفّٰى بِفيد ، منصرمًا من الحجّ فى العاشر من المحرّم (يوم العاشوراء) سنة ۱۹۷ھ .

۷۰۳. " مَشْيَخَةُ الكَاشْغَرى " لِلشّيخ المعمّر مُسنِد العراق أبى اسحاق ابراهيم بن عثمان بن يوسف بن

---

* سابق قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) سپریم کورٹ آف افغانستان وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

أُزُتُق التركيّ الكاشغرى ثمّ البغدادىّ الزّركشىّ الحنفى ، المولود سنة ٥٥٤هـ ، المتوفّى سنة ٦٤٥هـ .

٧٠٤. " مَشْيَخَةُ ابن السّاعى " (فى عشرين مجلّدًا) لِلشّيخ الإمام المؤرّخ أبى طالب تاج الدّين علىّ بن أنجب بن عثمان بن عبدالله بن السّاعىّ البغدادىّ الحنفى ، خازن كتب المستنصريّة ، المولود سنة ٥٩٣هـ ، المتوفّى سنة ٦٧٤هـ.

٧٠٥. " مُعْجَمُ العَدِيم " لِلشّيخ قاضى القضاة أبى المجد مجدالدّين عبدالرّحمٰن بن عمر بن أحمد بن هبة الله العُقَيْلِىّ الحَلَبىّ الحنفى ابن أبى جرادة المعروف بابن العديم ، المولود سنة ٦١٣هـ ، المتوفّى سنة ٦٧٧هـ .

٧٠٦. " مَشْيَخَةُ شُهْدَة بنتِ العَدِيم " لِلشّيخة الفاضلة المُسنِدة المعمّرة أمّ محمّد شُهْدَة بنتِ الصّاحب كمال الدّين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن أبى جرادة المعروف بابن العديم ، العُقَيْلِيّة الحَلَبِيّة الحنفيّة ، المولودة سنة ٦١٩هـ ، المتوفّاة سنة ٧٠٩هـ .

٧٠٧. " مَشْيَخَةُ ابن الحَرِيرى " لِلشّيخ قاضى القضاة علّامة المذهب الحنفى ذى العلم و العمل أبى عبدالله شمس الدّين محمّد بن عثمان بن أبى الحسن عبدالوهّاب بن الحريرىّ الأنصارىّ الدّمشقى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِدمشق فى العاشر من صفر سنة ٦٥٣هـ ، المتوفّى فى الرّابع من جمادى الآخرة سنة ٧٢٨هـ .

٧٠٨. " مائة حديثٍ متباينات " تأليف الشّيخ الحافظ المفيد أبى عبدالله و أبى حامد شمس الدّين محمّد بن علىّ ابن أَيْبَك السُّرُوجىّ المصرىّ الحنفى ، المولود سنة ٧١٤هـ ، المتوفّى ٧٤٤هـ .

٧٠٩. " ثَبَتُ السُّرُوجى " لِلشّيخ الحافظ المفيد أبى عبدالله و أبى حامد شمس الدّين محمّد بن علىّ ابن أَيْبَك السُّرُوجىّ المصرىّ الحنفى ، المولود سنة ٧١٤هـ ، المتوفّى ٧٤٤هـ .

٧١٠. " مَشْيَخَةُ الطَّرَسُوسِى " لِلشّيخ قاضى القضاة نجم الدّين أبى اسحاق ابراهيم بن قاضى القضاة عمادالدّين أبى الحسن علىّ بن أحمد بن عبدالواحد الطَّرَسُوسِىّ الدّمشقىّ الحنفى ، المتوفّى بِدمشق فى شعبان سنة ٧٥٨هـ.

٧١١. " ترجمة ذى النّون المصرى و عوالى حديثه " تأليف الإمام المحدّث الحافظ الفقيه الأصولىّ المؤرّخ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَالىّ المصرىّ الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ٨٠٢هـ ، المتوفّى بِها ليلةَ الخميس ، الرّابع من ربيع الأوّل و قيل من ربيع الثّانى سنة ٨٧٩هـ.

٧١٢. " الأجوبة عن اعتراضات العزّ بن جماعة على أصول الحنفيّة " تأليف الإمام المحدّث الحافظ الفقيه الأصولىّ المؤرّخ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَالىّ المصرىّ الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ٨٠٢هـ ، المتوفّى بِها ليلةَ الخميس ، الرّابع من ربيع الأوّل و قيل من ربيع الثّانى سنة ٨٧٩هـ.

٧١٣. " تحفة الأحْيَاء بِما فات من تخاريج أحاديث الإحْيَاء " تأليف الإمام المحدّث الحافظ الفقيه

الأصوليّ المؤرّخ زين الدّين أبي العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَاليّ المصريّ الحنفي ، المولود بِالقاهرة في المحرّم سنة ٨٠٢هـ ، المتوفّى بِها ليلةَ الخميس ، الرّابع من ربيع الأوّل و قيل من ربيع الثّاني سنة ٨٧٩هـ.

٧١٤. " تخريج أحاديث تفسير أبي اللّيث السّمرقندي " تأليف الإمام المحدّث الحافظ الفقيه الأصوليّ المؤرّخ زين الدّين أبي العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا الجَمَاليّ المصريّ الحنفي ، المولود بِالقاهرة في المحرّم سنة ٨٠٢هـ ، المتوفّى بِها ليلةَ الخميس ، الرّابع من ربيع الأوّل و قيل من ربيع الثّاني سنة ٨٧٩هـ.

٧١٥. " أربعون حديثًا عن أربعين شيخًا من شيوخ الأُقْصُرَائي " تأليف شيخ الإسلام أمين الدّين أبي زكريّا يحيى بن الشّيخ شمس الدّين محمّد بن ابراهيم بن أحمد الأُقْصُرَائيّ التّركيّ الحنفي ، المولود سنة ٧٩٥هـ ، المتوفّى في عصر يوم الجمعة ، السّادس عشر من المحرّم سنة ٨٨٠هـ.

٧١٦. " فهرست الأُقْصُرَائي " لِشيخ الإسلام أمين الدّين أبي زكريّا يحيى بن الشّيخ شمس الدّين محمّد بن ابراهيم بن أحمد الأُقْصُرَائيّ التّركيّ الحنفي ، المولود سنة ٧٩٥هـ ، المتوفّى في عصر يوم الجمعة ، السّادس عشر من المحرّم سنة ٨٨٠هـ.

٧١٧. " مُعْجَمُ الشّمس الاَمْشَاطِي " لِلشّيخ القاضي شمس الدّين محمّد بن الشّهاب أحمد بن حسن بن اسماعيل بن يعقوب بن اسماعيل الكَحْكَاوِيّ العَينتابِي ثمّ القاهري ، الأمشَاطِي ، الحنفي ، المولود في السّادس عشر من ذي الحجّة أو ذي القعدة سنة ٨١١هـ ، المتوفّى ليلة الإثنين ، الخامس عشر من رمضان سنة ٨٨٥هـ.

٧١٨. " ترتيب مبهمات ابن بشكوال على أسماء الصّحابة " تأليف الشّيخ العلّامة قاضي القضاة محبّ الدّين أبي الفضل بن قاضي القضاة محبّ الدّين محمّد بن محمّد بن محمّد بن محمود بن غازي بن أيّوب بن محمود الشِّحْنَة بن ختلو الثّقفيّ الحَلَبيّ الحنفي ، الشّهير بِابن الشِّحْنَة ، المولود في رجب سنة ٨٠٤هـ ، المتوفّى يوم الأربعاء ، السّادس عشر من المحرّم سنة ٨٩٠هـ.

٧١٩. " أربعون حديثًا عن أربعين شيخًا " تأليف الشّيخ العلّامة قاضي القضاة محبّ الدّين أبي الفضل بن قاضي القضاة محبّ الدّين محمّد بن محمّد بن محمّد بن محمود بن غازي بن أيّوب بن محمود الشِّحْنَة بن ختلو الثّقفيّ الحَلَبيّ الحنفي ، الشّهير بِابن الشِّحْنَة ، المولود في رجب سنة ٨٠٤هـ ، المتوفّى يوم الأربعاء ، السّادس عشر من المحرّم سنة ٨٩٠هـ.

٧٢٠. " ثَبَتُ مرويّات و مسموعات و شيوخ ابن الشِّحْنَة " لِلشّيخ العلّامة قاضي القضاة محبّ الدّين أبي الفضل بن قاضي القضاة محبّ الدّين محمّد بن محمّد بن محمّد بن محمود بن غازي

بن أيّوب بن محمود الشِّحْنَة بن ختلو الثّقفيّ الحَلَبيّ الحنفي ، الشّهير بابن الشِّحْنَة ، المولود في رجب سنة ٨٠٤ﻫ ، المتوفّى يوم الأربعاء ، السّادس عشر من المحرّم سنة ٨٩٠ﻫ.

٧٢١. " أسانيد صحيح البخاري " تأليف الشّيخ المحدّث الأصيل زين الدّين أبي العبّاس أحمد بن أحمد بن عبداللّطيف بن أبي بكر الشّرجيّ الزَّبيديّ اليمانيّ الحنفي ، المولود في ليلة الجمعة ، الثّاني عشر من رمضان سنة ٨١١ﻫ ، المتوفّى بزَبيد يوم السّبت ، العاشر أو الحادي عشر من ربيع الثّاني سنة ٨٩٣ﻫ.

٧٢٢. " أربعون حديثًا عن أربعين شيخًا " تأليف الشّيخ فخر الدّين عثمان بن ابراهيم بن أحمد بن يوسف الكفرحيويّ الطّرابلسي (طرابلس الشّام) ثمّ المدني ، الحنفي ، المولود سنة ٨٢٠ﻫ ، المتوفّى في ذي القعدة سنة ٨٩٣ﻫ.

٧٢٣. " نور النّيرين في رواية أحمد في الصّحيحين " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام في عصرهِ شمس الدّين أبي عبدالله محمّد بن محمّد بن عليّ بن طُولون الدّمشقيّ الصّالحيّ الحنفي ، المولود بصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ﻫ ، المتوفّى بها في الحادي عشر من جمادى الأولى سنة ٩٥٣ﻫ.

٧٢٤. " مشيخة الطّالبين في الغُرّ المحدّثين " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام في عصرهِ شمس الدّين أبي عبدالله محمّد بن محمّد بن عليّ بن طُولون الدّمشقيّ الصّالحيّ الحنفي ، المولود بصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ﻫ ، المتوفّى بها في الحادي عشر من جمادى الأولى سنة ٩٥٣ﻫ.

٧٢٥. " الأربعون المتباينة الأسانيد و المتون " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام في عصرهِ شمس الدّين أبي عبدالله محمّد بن محمّد بن عليّ بن طُولون الدّمشقيّ الصّالحيّ الحنفي ، المولود بصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ﻫ ، المتوفّى بها في الحادي عشر من جمادى الأولى سنة ٩٥٣ﻫ.

٧٢٦. " الأربعون حديثًا عن أربعين صحابيًا " (كلّ حديثٍ منها منتقى من أربعين مفردةً بالتّصنيف في أربعين نوعًا) تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام في عصرهِ شمس الدّين أبي عبدالله محمّد بن محمّد بن عليّ بن طُولون الدّمشقيّ الصّالحيّ الحنفي ، المولود بصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ﻫ ، المتوفّى بها في الحادي عشر من جمادى الأولى سنة ٩٥٣ﻫ.

٧٢٧. " التّاج المكلّل في الحديث المُسَلْسَل " (قال مؤلفهٔ : أعني المُسَلْسَل بالأوّليّة) تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام في عصرهِ شمس الدّين أبي عبدالله محمّد بن محمّد بن عليّ بن طُولون الدّمشقيّ الصّالحيّ الحنفي ، المولود بصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ﻫ ، المتوفّى بها في الحادي عشر من جمادى الأولى سنة ٩٥٣ﻫ.

۷۲۸. " إعلام السائلين عن كتب سيّد المرسلين " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام فی عصرہِ شمس الدّين أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقیّ الصّالحیّ الحنفی ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ.

۷۲۹. " سُلّم الوصول الی طبقات الفحول " (فی التّراجم ، والكُنیٰ والانساب، والفوائد التاريخيّة) تأليف الشّيخ الفاضل الأديب المؤرّخ البحّاثة مصطفی بن عبدالله بن محمّد القسطنطينیّ الرّومیّ الحنفی ، الشّهير بين علماء البلد بِكاتب چلپی ، و بين أهل الدّيوان بِحاجی خليفة ، صاحب " كشف الظّنون عن أسامی الكتب و الفنون " ، المولود بِالقسطنطينيّة فی ذی القعدة سنة ۱۰۱۷ھ، المتوفّٰی بِها فی السّابع و العشرين من ذی الحجّة سنة ۱۰۶۷ھ.

۷۳۰. " كفاية الطّالب القنوع بِبدائع عوالی الإسناد المرفوع " ثَبَتُ الشّيخ الفقيه المفنّن النّحویّ المجوّد أبی السّعود أحمد بن عمر الأسقاطیّ المصریّ الحنفی ، المتوفّٰی سنة ۱۱۵۹ھ.

۷۳۱. " طِبّ القلب العليل فی عوالی ابن خليل " (و هی أربعون حديثًا من عوالی المؤلّف) تأليف الشّيخ المحدّث الحافظ المُسنِد الرّحّالة زين الدّين أبی المفاخر عبدالقادر بن خليل بن عبدالله الرّومیّ الأصل ، المدنی خطيب الحرم النّبوی ، الحنفی ، الشّهير بِكُدَك زاده ، المولود بِالمدينة المنوّرة سنة ۱۱۴۰ھ ، المتوفّٰی بِنابلس سنة ۱۱۸۷ھ.

(یہ کتاب "جامعۃ الامام محمد بن سعود" ریاض، سعودی عرب میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔)

۷۳۲. " إيجاز الألفاظ لإعانة الحُفّاظ " تأليف الشّيخ المحدّث الحافظ المتقن ، الفقيه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد علی بن محمّد مراد بن يعقوب الأنصاریّ السّندی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود بِبلدة سِيوَن علی شاطئ النّهر ، شمالیّ حيدرآباد ، سنة ۱۱۹۰ھ تقريبًا ، المتوفّٰی بِالمدينة المنوّرة يوم الاثنين الثّامن عشر من ربيع الأوّل سنة ۱۲۵۷ھ ، المدفون بِالبقيع قُبالة باب قبر سيّدنا عثمان بن عفّان رضی الله عنه .

(مولف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں اپنی اِس کتاب کی سبب تالیف کا ذکر فرمایا ہے، اِس کا موضوع واضح کرکے اِس کے جمع کرنے اور پیش کرنے کے اُس طریقہ کو بیان فرمایا ہے جس کی طرف کسی نے بھی اُن سے سبقت نہیں کی، چنانچہ فرمایا (ترجمہ): "اَمابعد! جبکہ ہمارے زمانے میں حفاظِ حدیث کم پڑ گئے ہیں اور ہمارے دور کے لوگوں پر کتابوں سے احادیث روایت کرنے کا غلبہ ہوگیا ہے، حالانکہ یہ اسلاف کے طریقے کے خلاف ہے، کیونکہ گزشتہ زمانہ میں ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ وہ سورۂ اخلاص یاد کرنے کی طرح ہزاروں احادیث حفظ کیا کرتے تھے اور یہ اس لئے کہ وہ اللہ تعالٰی کے دین کی حفاظت کا پکا عزم رکھتے

تھے اور اِس میں شریعت مطہرہ کی زبردست توقیر وتعظیم بھی ہے۔ ہمارے زمانے میں جب کہ لوگوں پر شہوات میں انہماک، گناہوں کا ارتکاب اور خواہشات کا اتباع غالب آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِن سے یہ نورانی سلب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معصیت کے شرور سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

میں نے ابتدائے جوانی کے زمانے سے علم حدیث کی قراءت، مطالعہ، کتابت اور اِس کی کتابیں جمع کرنے کیلئے کمر ہمت باندھ لی تھی...میں نے اللہ تعالیٰ سے اُن احادیث کے جمع کرنے کی دعا مانگی جو کہ ہوں تو متعدد مگر اُن کی سند ایک ہو، تاکہ اُن کا یاد اور ضبط کرنا آسان ہوجائے، تو مجھے اِس کا شرح صدر ہوگیا اور میں اِس بارے میں اللہ تعالیٰ سے توفیق کا خواستگار ہوں۔ میں نے اِس کتاب کا نام " إيجاز الألفاظ لإعانة الحُفّاظ " رکھا جس میں میں نے سب سے پہلے امام ابوحنیفہ نعمان رحمہ اللہ، اِس کے بعد امام مالک، پھر امام شافعی، پھر امام احمد بن حنبل، پھر امام بخاری اور پھر امام مسلم (رحمہم اللہ) کی اسانید ذکر کی ہیں۔ اِس کے بعد میں نے اُن اسانید کو بھی ذکر کیا ہے جو کہ مجھے میسر آئیں اور چونکہ اِس کتاب کی تالیف، فقط حفظ سند کے واسطے ہوئی ہے اور یہ عام مصنفین کے اُس قاعدہ کے خلاف ہے کہ وہ احادیث کو اپنے متعلقہ ابواب میں ترتیب دیتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ میں ان شاء اللہ ہر حدیث کے مناسب ایک علیحدہ باب وضع کرونگا۔"

پھر مولف رحمہ اللہ نے پہلی حدیث، جو کہ حدیث جبریل ہے، أبوحنيفة عن حمّاد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه کی سند سے، ذکر فرمائی ہے، اور اِس کے بعد اسی سند سے دیگر احادیث کو ذکر کیا ہے، تو اسی طرح اس سند سے بارہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

اِس کتاب کی شرح شیخ یحییٰ بن محمد حسن ملقب بہ اخفش نے کی ہے جو نسباً علوی فاطمی ہیں اور یمن میں شیخ محمد عابد رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں چنانچہ انہوں اپنی اس شرح کا نام ادارة الألحاظ لِحلّ ايجز الألفاظ رکھا ہے۔

اور یقیناً علامہ شیخ محمد عابد رحمہ اللہ کی کتاب کی عظمت شان اور کتاب تالیف کرنے میں اُن کا یہ انوکھا انداز سامنے آیا ہے جسے اُنہوں نے اختیار کیا ہے، اور اِس جیسے انداز کی طرف کسی نے اُن سے سبقت نہیں کی، چنانچہ شارح اخفش اور شیخ سائد بکداش، بلکہ خود محمد عابد رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے: على غير قاعدة المصنّفين في ترتيب الأحاديث اور شارح نے اپنے اُستاذ شیخ محمد عابد رحمہ اللہ کی بہت زیادہ تعریف کرنے کے بعد اِس کتاب کی اِن الفاظ میں مدح کی ہے: و كان مختصر شيخنا - إيجاز الألفاظ - مختصرًا من أحسن المختصرات ، و مؤلّفًا من أجلّ المؤلّفات " اور معلوم ہوتا ہے کہ شارحؒ نے یہ شرح اپنے اُستاذ شیخ محمد عابد رحمہ اللہ کے زمانۂ حیات میں تحریر فرمائی ہے۔)

۷۳۳. " مجموعة الإجازات " لِلشّيخ المحدّث الحافظ المتقن ، الفقيه المتبحّر الفطن محمّد عابد بن أحمد على بن محمّد مراد بن يعقوب الأنصاريّ السّندي ثمّ المدني ، الحنفي ، المولود بِبلدة سِيْوَن على

شاطیء النّهر ، شمالیّ حیدرآباد ، سنة ١١٩٠ھ تقریبًا ، المتوفّٰی بالمدینة المنوّرة یوم الإثنین الثّامن عشر من ربیع الأوّل سنة ١٢٥٧ھ ، المدفون بالبقیع قُبالة باب قبر سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللّٰه عنه .

و من الإجازات الّتی کتبها الشّیخ محمّد عابد السّندی لتلامذته هی:

إجازة الرّوایة للشّیخ الحاجّ محمّد مبارك

إجازة الرّوایة للشّیخ عارف حِکْمَتْ ، الإجازة الأولیٰ ، و الثّانیة

إجازة الرّوایة للشّیخ السیّد ابراهیم بن حسین المخلص

إجازة الرّوایة للشّیخ الشّاه عبدالغنی المحدّث الدّهلوی

إجازة الرّوایة لإثنی عشر من تلامذه

إجازة الرّوایة للشّیخ أبی بکر الباعلوی

إجازة الرّوایة للشّیخ هاشم الحِبشی

إجازة الرّوایة للشّیخ عبداللّٰه البخاری ، الشّهیر بـ : کوجك

(یہ کتاب مجموع اجازات و رسائل الامام محمد عابد السندی (جوکہ تین جلدوں میں ہے) کے ضمن میں" دارا لحدیث الکتانیة " المَغرِب سے ۱۴۳۵ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے۔)

٧٣٤. " مجموعة إجازات و أسانید محمّد إسحاق الدّهلوی " للشّیخ الإمام العلّامة محدّث الهند المُسْنِد الشّاه محمّد إسحاق بن محمّد أفضل بن أحمد بن محمّد بن إسماعیل بن منصور بن أحمد بن محمّد بن قوام الدّین العمریّ الدّهلوی ثمّ المکّی ، الحنفی ، سِبْط الشّیخ الشّاه عبدالعزیز بن الشّاه ولیّ اللّٰه الدّهلوی (ابن بنته) ، المولود بدهلی ، لِثمانٍ خلون من ذی الحجة سنة ١١٩٦ھ ، المتوفّٰی بمکّة المکرّمة ، یوم الإثنین لِثلاثٍ بقین من رجب سنة ١٢٦٢ھ ، دفین المعلاة عند قبر سیّدتنا خدیجة رضی اللّٰه عنها.

٧٣٥. " مجموع إجازات عارف حِکْمَتْ " للشّیخ العلّامة شهاب الدّین السیّد أحمد عارف حکمت بن ابراهیم عصمة اللّٰه بن أبی الولید اسماعیل بن ابراهیم باشا زاده الحُسَینیّ الإسلامبولیّ الحنفی ، شیخ الإسلام بالمملکة العثمانیّة ، المولود سنة ١٢٠١ھ ، المتوفّٰی بإصطنبول سنة ١٢٧٢ھ .

٧٣٦. " الأسانید العالیة المتّصلة بأربعین کتابًا من الکتب الحدیثیّة " ثَبَتُ الشّیخ العلّامة المحدّث مُسْنِد بلاد الشّام الفقیه الزّاهد المعمّر أبی المحاسن السیّد محمّد بن خلیل بن ابراهیم بن محمّد بن علیّ بن محمّد المَشِیشِیّ الطّرابلسی (طرابلس الشّام) الحنفی ، الشّهیر بِالْقَاوُقْجِی ، المولود سنة ١٢٢٢ھ و قیل سنة ١٢٢٤ھ ، المتوفّٰی بمکّة لیلة الأربعاء السّابع من ذی الحجة سنة ١٣٠٥ھ.

مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی*

یورپ کے داخلی مسائل کا جائزہ

مغربی تہذیب وتمدن کی ترقی اور بالادستی، مغرب کے سیاسی غلبہ اور اس کے نظام تعلیم وتربیت کی وجہ سے ناقابل زوال اور ناقابل تنقید نظر آتی ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یورپ اپنے مسائل حل کرنے کے بعد پوری دنیا کی قیادت کی قوت وصلاحیت رکھتا ہے، لیکن اگر یورپ کی سیاسی، معاشی اور سماجی حالت کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو ایسی تصویر سامنے نہیں آتی ہے جس سے مستقبل کے بارے میں کچھ نیک توقعات وابستہ کی جاسکیں؛ بلکہ جو تصویر سامنے آتی ہے وہ مشرق کی تصویر سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔

جن ملکوں پر یورپ کے اثرات زیادہ غالب رہے ہیں وہاں ذاتی مفاد اور عصبیت کی وجہ سے ظلم وستم اور حق تلفی عام ہورہی ہے، علاقائیت اور قومیت کی بنیاد پر عداوتیں پروان چڑھ رہی ہیں، رنگ ونسل اور زبان وتہذیب کے جھگڑے رونما ہورہے ہیں، اور کمزور طاقتور کے ظلم وتشدد کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے، مظلوموں اور اقلیتوں کا زبردست استحصال ہورہا ہے۔ اس جاہلیت کے آثار زندگی کے ہر میدان میں ظاہر ہورہے ہیں۔ اور وہ نظام زندگی ختم ہوتا جارہا ہے، جس میں انسان اخلاقی اور سماجی زندگی گزارتا تھا، جس سے اجتماعی مزاج بنتا تھا۔ دنیا کے ہر حصے میں آج امتیاز وتفریق کے اسباب ومحرکات سر اٹھا رہے ہیں، پوری دنیا میں کشمکش، تفرقہ اندازی اور باہمی جھگڑوں کا دور دورہ ہے اور کوئی بھی ایسی طاقت نہیں ہے، جو ان پر کنٹرول کرسکے اور قابو پاسکے۔

علاقائیت اور قومیت کی بنیاد پر دنیا تقسیم ہوتی جارہی ہے، جس کے نتیجہ میں ایک ہی ملک مختلف ملکوں میں تقسیم ہورہا ہے، اور ایک ہی قوم کے مختلف عناصر آپس میں جنگ وجدال پر آمادہ ہیں، اس میں مذہبی اور فکری عصبیت بھی سیاسی انداز سے شامل ہوگئی ہے اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے طاقت کا استعمال عام ہورہا ہے، افہام وتفہیم، تحمل اور رواداری کا دائرہ تنگ ہوتا جارہا ہے، یہ سارے اسباب ووسائل مغرب کی تحریکوں سے ماخوذ ہیں۔

---

* معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ

سوویت یونین کے بکھرنے کے بعد کیمونسٹ اتحاد زوال پذیر ہوگیا جو مغربی یورپ کے استحصال کی راہ میں رکاوٹ تھا۔ لیکن اس کی وجہ سے دنیا دو بڑے نظاموں میں بٹی ہوئی تھی، دونوں نظاموں نے اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ سازی اور جاسوسی، اور تخریبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پوری دنیا میں کشمکش اور انتہا پسندی کی فضا قائم کردی، ان دونوں بلاکوں میں جو ممالک شامل تھے وہ آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے، اور دوسرے بلاک کے دشمن اور بدخواہ تھے، یہ سارے ممالک جو کسی نہ کسی بلاک سے وابستہ تھے اور جن کے مفادات مشترک تھے، اور جن کی داخلی وخارجی سلامتی محفوظ تھی، الگ ہونے کے بعد نئی تفرقہ اندازی، آپسی پھوٹ اور داخلی انتشار وخلفشار اور انارکی سے دوچار ہیں، اب ہر بلاک مختلف بلاکوں میں منقسم ہوگیا ہے، اور اندرونی کشمکش میں مزید اضافہ ہوگیا ہے اور دوسرے ملکوں میں انتشار اور کشمکش پیدا کرنے کو اپنی سلامتی اور ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

ان انسانی، تہذیبی، تجارتی، تعلیمی اور دینی امتیازات، رنگ ونسل، علاقائیت اور قومیت کے جھگڑوں اور تعصبی رجحانات کا ہر وہ شخص مشاہدہ کرسکتا ہے جو موجودہ دور کے حالات سے واقفیت رکھتا ہے، وہ کسی ایک ملک کے مختلف طبقات وعناصر سے اگر تبادلۂ خیال کرے تو دیکھے گا کہ ایک ملک کے باشندے الگ الگ دائروں میں گردش کررہے ہیں، اور وہ زبان، تہذیب وثقافت، رنگ ونسل، دفاعی قوت اور تجارت ومعیشت کی بنیاد پر مختلف حلقوں اور طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں، یہ اختلافات وامتیازات مشرق اور مغرب دونوں حلقوں میں پائے جاتے ہیں، جن سے خود یورپ اور ترقی یافتہ ملک محفوظ نہیں، جو کچھ سابق یوگوسلاویہ، البانیہ، مقدونیہ، انڈونیشیا، ایتھوپیا، سوڈان اور صومالیہ میں واقع ہوا، اور تونس، لیبیا، عراق، مصر اور شام میں اگر کشمکش ہے، تو برطانیہ اور یورپ کے کئی ملکوں میں بھی قومی، نسلی رجحانات بڑھ رہے ہیں، ان رجحانات کا سبب یورپ کا وہ موقف ہے جو اس نے اپنے سیاسی اور اجتماعی مفادات کی وجہ سے اپنایا ہے، اور آزادی اور مقصد کے حصول کے لیے ہر قسم کے وسائل کے استعمال کا نظریہ ہے، اب یہ کشمکش خود یورپین ممالک اور امریکہ میں جنم لے رہی ہے۔

جو لوگ مغربی دنیا کے حالات پر نظر رکھتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یورپ کے مختلف ملکوں میں قومی ونسلی عصبیت کے رجحانات بڑھ رہے ہیں، یہ قدیم سامراجی ممالک ہیں اور ہر ملک کے الگ الگ مفادات ہیں اور اپنے اپنے ذاتی مفادات واغراض کے حصول کے لئے ان میں ریس جاری ہے، یہی قومی مفادات کا اختلاف ماضی میں کئی جنگوں کا سبب بن چکا ہے، اور آج پھر قومی اغراض ومفادات کی خاطر پوری دنیا میں انتشار وخلفشار اور انارکی پھیلتی جارہی ہے، بڑے ممالک جو مالی اور دفاعی مدد دینے کی

صلاحیت رکھتے ہیں، وہ چھوٹے ممالک کے تئیں جوان کی مدد کے محتاج ہیں، معاندانہ رویہ رکھتے ہیں۔

یورپ کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ افتراق وانتشار اور اختلاف وخلفشار کے یہ بیج اس کے خود بوئے ہوئے ہیں، وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ اختلافات ماضی میں خون خرابے کا سبب بن چکے ہیں۔

یورپ میں ان سیاسی، اقتصادی، تہذیبی اور نسلی جھگڑوں کے ساتھ ساتھ عیسائی بنیاد پرستوں کا ایک طاقتور عنصر بھی سرگرم عمل ہے اس عنصر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ عنصر امریکا، جرمنی، برطانیہ، فرانس، اٹلی اور اسپین بلکہ ہر یورپین ملک میں زبردست قوت اور اثر ورسوخ کا حامل ہے۔ یورپ اس عنصر کو اسلام اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے استعمال کرتا رہا ہے اور اس کے لئے ہر ممکن وسائل فراہم کرتا رہا ہے، تا کہ وہ خارجی دنیا میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکے، لیکن جو ادارے عیسائی مشنریاں تیار کرتے تھے اب وہ بھی بنیاد پرستی کی تعلیم دے رہے ہیں اور اب ایک ایسی طاقت کے ظہور کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں جو سیاسی قیادت سے متصادم ہوسکتی ہے، نوجوانوں میں اپنی پیاس بجھانے، نفس کو تسکین بخشنے اور شور شرابہ والی زندگی سے اکتا جانے اور بے چینی کا علاج کرنے کی غرض سے قلبی سکون حاصل کرنے کے ذرائع حاصل کرنے کا رجحان بڑھنے لگا ہے، اور جوں جوں مشرقی مذاہب وادیان کا اثر ورسوخ بڑھ رہا ہے، یہ رجحان بھی بڑھتا جارہا ہے، اس کی علامتیں اکثر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے ایک انتہا پسند مذہبی گروہ نے امریکہ میں حکومت کو چیلنج کیا اور پھر خودکشی کرلی، اس طرح کی فکر کے حامل گروہ یورپ کے ہر ملک میں پائے جاتے ہیں، یورپ میں ایسے نوجوانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں مادیت کے خلاف ردعمل پیدا ہورہا ہے، اسلامی بنیاد پرستی کے خطرہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کئے جانے سے اس میں اضافہ ہورہا ہے۔

یورپ میں باہمی کشمکش کے بہت سے اسباب ہیں، ان میں سے ایک سبب یہودیوں کا زندگی کے تمام شعبوں پر غلبہ ہے جس سے غیر یہودی حلقوں میں بے چینی اور سخت ردعمل پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے اور اس یہودی لابی کے تسلط واقتدار سے نجات پانے کے آثار محسوس کیے جارہے ہیں۔

اس کے علاوہ یورپ میں سیاہ فام اور سفید فام نسلوں کے درمیان زبردست کشمکش بڑھ رہی ہے، دوسری طرف یورپ میں پوری دنیا پر امریکی تسلط کے خلاف ردعمل شروع ہوگیا ہے، امریکہ سے مدد لینے والے ملک بھی امریکی بالادستی کو ناپسند کرتے ہیں۔

جب سے مشرقی ملکوں میں یورپی سامراج کا آغاز ہوا ہے تب سے یورپ اپنے ملک کی خامیوں، برائیوں اور کمزوریوں سے چشم پوشی، اور دوسرے ملکوں کے عیوب ونقائص کی جستجو وتلاش کا عادی

ہوگیا ہے، چنانچہ کوئی بھی مبصر یا تجزیہ نگار یورپ کی موجودہ تہذیب وتمدن کی برائیوں اور خامیوں پر، اور یورپ اس وقت جن داخلی خطرات سے دوچار ہے ان پر ذرا بھی لب کشائی نہیں کرتا ہے، اور نہ ہی کوئی تبصرہ کرتا ہے بلکہ اپنی تمام تر توجہ خارجی دنیا پر مرکوز رکھتا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ اندرونی بیماریاں بڑھتی جارہی ہیں اور اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔

یورپی تہذیب وتمدن کی بنیاد ہی زندگی کے متعین اصول وضوابط اور روایات واقدار کے خلاف بغاوت پر ہے، مذہبی روایات واقدار کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں وہاں دو رجحان پیدا ہوگئے ہیں، نوجوانوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو رہبانیت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو ایسی زندگی گزارنا چاہتا ہے، جس میں ہر طرح کی آزادی ہو، اور دینی روایات واقدار کا پاس ولحاظ نہ کرنا پڑے، اس طرح یورپین معاشرہ میں کھلا تضاد پایا جارہا ہے، اس کے افراد بلاتفریق مرد وعورت جانوروں جیسی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔

اس طرح کے بہت سے نوجوان اپنی تہذیب وتمدن اور ثقافت سے بغاوت کرکے مشرقی ملکوں کا سفر کررہے ہیں اور عبادت گاہوں یا قہوہ خانوں اور فحاشی کے اڈوں میں زندگی بسر کررہے ہیں، اس طرح کے مناظر کوئی ڈھکے چھپے نہیں ہیں، بلکہ ہر بڑے شہر میں اسکا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، اور نوجوانوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو چوری، ڈکیتی اور قتل وغارت گری جیسے سنگین جرائم میں ملوث ہے، نوجوانوں کا یہ گروہ مالداروں کو یرغمال بنالیتا ہے اور مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں ان کو قتل کردیتا ہے، امریکہ اور فرانس کے اندر نوجوانوں میں جرائم کا رجحان اتنا بڑھ گیا ہے کہ گھومنے پھرنے پر پابندی عائد ہے، عافیت پسند لوگ گھروں سے باہر نکلنے سے گھبراتے ہیں، عورتوں اور کم سن بچوں پر مظالم عام ہیں۔

مادی اور عسکری طاقت وقوت یورپ کا وہ آخری حربہ ہے جس سے یورپ اپنا ہولناک اور گھناؤنا چہرہ چھپائے ہوئے ہے، اور مادی وعسکری طاقت وقوت کے ہی ذریعہ ان رجحانات اور خطرات پر پردہ ڈال رکھا ہے جو اس کے وجود کے لئے خطرہ پیدا کررہے ہیں لیکن نوجوانوں کا جرائم کا عادی ہوجانا اور قتل وغارت گری اور تخریبی اعمال سے لذت اندوز ہونا یہ وہ چیزیں ہیں جن سے ثابت ہوجاتا ہے کہ یورپ امن وسلامتی اور خوشحال زندگی کے حصول میں بری طرح ناکام ہوگیا ہے، اور یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ یورپ اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق عالمی مسائل حل کرنے میں ناکام ہوگیا ہے۔

بہت سے عالمی مسائل کے حل کرانے میں ناکام ہوجانے کی وجہ سے اور باہم دست وگریباں

طاقتوں کو ظلم وتشدد سے باز رکھنے میں بے بس اور ناکام ہوجانے کی وجہ سے یورپ کا پوری دنیا پر جو رعب ودبدبہ تھا ختم ہوتا جارہا ہے، جب یہ متفرق عناصر متحد ہو کر طاقتور ہوجائیں گے تو عسکری طاقت وقوت یورپ کو بچا نہیں پائے گی جیسا کہ یہ عسکری طاقت وقوت سوویت یونین کو بچانے میں ناکام رہی ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور امریکی جرائم کے متعلق کویت سے نکلنے والے ہفت روزہ عربی میگزین المجتمع میں ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی، اس کے کچھ اہم اعداد وشمار پیش کرتے ہیں تا کہ یورپی تہذیب وتمدن سے جو لوگ مرعوب ومسحور ہیں اور امریکہ کی ترقی کا راگ الاپتے رہتے ہیں، وہ اندازہ کرسکیں کہ ان کا محبوب وممدوح امریکہ انسانی حقوق کی پامالی اور جرائم کے ارتکاب میں کہاں تک پہنچ گیا ہے۔

۳۲ ملین امریکی خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کررہے ہیں، ۱۲ملین ایسے ہیں جن کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا کوئی ٹھکانہ نہیں، کوئی نظم نہیں، ۲۱ ملین ناخواندہ ہیں، پڑھنا لکھنا بالکل نہیں جانتے، صرف پچاس ملین امریکیوں کو ووٹ دینے کا حق ہے، جب کہ امریکہ کی مجموعی آبادی ۲۰۵ ملین ہے، امریکی صدر کے عہدہ پر فائز ہونے کا حق صرف مالداروں کو ہے، انسانی حقوق کی کھلے عام پامالی ہورہی ہے کہ ایک ملین بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں، ایک ملین امریکی بچے ملک سے باہر دربدر کی ٹھوکریں کھارہے ہیں، اور ۱۳ملین بچے خط افلاس سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، اور ہر سال پانچ ہزار بچے قتل کئے جاتے ہیں جو گروہ عورتوں اور بچوں کو یرغمال کرکے امریکہ لے جاتے ہیں، وہ سالانہ سات عرب ڈالر کماتے ہیں، تازہ اعدا وشمار کے مطابق امریکہ میں ۲۰۰ ملین پرائیویٹ اسلحہ بکثر ہیں جب کہ ایک لاکھ سے زائد اسلحہ بیچنے والی رجسٹرڈ دکانیں ہیں، ایک امریکی ایجنسی کی سالانہ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک سال میں ستر ہزار اسلحہ استعمال ہوتے ہیں، ان میں سے ۵۰ ہزار کا استعمال غیر ملکیوں پر حملہ کرنے میں ہوتا ہے اور باقی چوری، ڈاکہ زنی، اور قتل وغارت گری جیسے جرائم میں ہوتا ہے۔

روس، فرانس اور اسپین میں جرائم کا تناسب اس سے کہیں زیادہ ہے، اس کے علاوہ اخلاقی قدروں کی پامالی، ظلم وستم قومی سطح پر ہو یا انفرادی زندگی میں وہ خدا کے عذاب کو دعوت دینے والا عمل ہے اور اس سے کم تناسب پر پیش آنے والے واقعات ماضی میں کئی قوموں کی مکمل تباہی کا سبب بن چکے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں، سب سے سنگین بات یہ ہے کہ ان بداعمالیوں کو قانونی حیثیت دے دی گئی ہے اور اس کی مخالفت کو قانون شکنی اور خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔

(آخری قسط) مفتی بلال الدین ابراہیمی، انڈیا

اسلام اور امن عالم

اقوام متحدہ سے چند سوالات

اسلام میں انسانی اخوت ومساوات

انسانی اخوت وبھائی چارگی کا درس دینے والا سب سے پہلا مذہب اسلام ہے، اسلام نے آکر سب سے پہلے تفریق وامتیاز کی بیخ کنی کی، اوراونچ نیچ کومٹانے کا اعلان کیا، اسلام کی تعلیم ہے کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، انسان ہونے کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق وامتیاز نہیں۔ فرمان خداوندی ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (النساء: ۱)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو! جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیااوراس سے اس کی بیوی پیدا کی اوران دونوں سے بہت سے مرداور بہت سی عورتیں پیدا کیں۔"

اسلام کی نظر میں ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، مشکوۃ شریف کی حدیث ہے: الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من احسن الى عياله (مشکوۃ) مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اللہ کے نزدیک سب مخلوق میں پسندیدہ وہ شخص ہے جواللہ کے کنبے کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرتا ہو (مستفاداسلام رواداری)

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس میں تمام انسانوں کو بحیثیت انسان برابری کا درجہ دیا گیا ہے، آپس میں بھائی چارگی سکھائی گئی ہے، قرآن مجید وحدیث میں اخوۃ ومساوات کی تعلیمات بھری پڑی ہیں، اس لئے قرآن جابجا، "يَاأَيُّهَا النَّاسُ "اوریبنی آدم" سے خطاب کرتا ہے، اوریاد دلاتا ہے کہ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اخوت ومساوات کے متعلق کس قدر زور دیااور فرمایا: تمہارا رب ایک ہے، تمہارے باپ ایک ہیں آدم علیہ السلام اوروہ مٹی سے پیدا کیے گئے،

تمہارے درمیان فضیلت اورا کرام کا معیار تقویٰ ہے، نہ کسی عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت ہے

عام انسانوں پر رحم وکرم

اسلام دین رحمت ہے، اس لئے اس کی تعلیمات میں صرف اسلام کے ماننے والوں پر رحم وکرم کی تعلیم نہیں بلکہ بلاتفریق قوم ومذہب تمام انسانوں پر رحم وکرم اس کی خصوصیات میں داخل ہے، اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں یہ تصور ناپید ہے، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الراحمون یرحمهم الرحمن،ارحموامن فی الارض یرحمکم من فی السماء(بخاری شریف)

''رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔''

اسلام میں مذہبی آزادی کا تحفظ

آج پروپیگنڈے کے ذریعے تعلیمات اسلام کے برخلاف، ان چیزوں کو جن کی اسلام سختی سے مخالفت کرتا ہے، اسلام کی طرف منسوب کرکے، اسلام کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے، انہیں غلط منسوب کردہ چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام بزور شمشیر دنیا میں پھیلا ہے، اوراسلام نے انسانوں کی مذہبی آزادی کا لحاظ نہیں کیااورلوگوں کودین اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا، یہ اسلام پر بڑا بے بنیاداور جھوٹا الزام ہے اسلام نے بنی نوع انسان کی مذہبی آزادی کا جتنا تحفظ کیا ہے، اس کا دوسرے مذاہب میں تصور بھی نہیں۔

اسلام سے پہلے تومذہب قبول کرنے کے سلسلے میں اس قدر تعصب وتشدد برتا جاتا تھا، کہ انکار کی صورت میں منکر کو درندوں کے آگے ڈال دیاجاتا، آگ میں بھون دیاجاتا، کھولتا تیل ان کے اوپر ڈال دیاجاتا، لیکن اسلام نے مذہب کے تئیں بڑی وسعت ظرفی سے کام لیا، اور ہر شخص کومذہب کے سلسلے میں، مکمل آزادی دے کراعلان کردیا

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْتَّبَيَّنَ الرُّشْدُمِنَ الْغَيِّ(البقرة:۲٥٦)

''دین کے سلسلے میں کسی طرح کی کوئی زورزبردستی نہیں ہے، ہدایت یقیناً گمراہیوں سے ممتاز ہوچکی ہے''

قرآن کریم میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے:

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیہ: ۲۱،۲۲)

''کہ آپ توصرف نصیحت کرنے والے ہیں، زورزبردستی کرنے والے (داروغہ) نہیں''

اسلامی قانون میں مذہبی آزادی اور رواداری کی حسب ذیل اہم بنیادیں ہیں، جو قرآن کریم کی نصوص سے ماخوذ ہیں:

(۱) تمام سماوی مذاہب وادیان کا سرچشمہ ایک ہے ،ارشاد ربانی ہے: اللہ تعالی نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے، جس کا حکم نوح علیہ السلام کو دیا گیا، اور جس کا حکم آپ کو بھی دیا گیا اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسٰی علیہ السلام کو بھی دیا ہے کہ قائم کرو دین کو اور اس میں اختلاف نہ کرو: (شوریٰ:۱۳)

(۲) تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے، انمیں تفریق درست نہیں، (البقرۃ:۱۳۶)

(۳) دین میں جبر واکراہ وزبردستی نہیں دین ومذہب کے اختیار کرنے کا معاملہ ہر انسان کی رضا اور رغبت پر موقوف ہے۔(البقرۃ:۲۵۲، یونس:۹۹)

(۴) تمام ادیان کی عبادت گاہیں اور مذہبی مقامات، قابل احترام ہیں انکی حمایت اور دفاع ضروری ہے، (الحج:۴۰)

(۵) دیگر مذاہب کے معبودوں کو برانہ کہا جائے۔(الانعام:۱۳)

(۶) مذہبی اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کو قتل کرنے یا ایک دوسرے پر تعدی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور نیکی کے کاموں کو فروغ دینے اور برائی کو مٹانے میں باہمی تعاون پر زور دیا گیا ہے، (المائدہ:۳)

(۷) دنیاوی زندگی میں لوگوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دیے جانے کا معیار اور خود اللہ تعالی کے نزدیک معیار فضیلت، پاکبازی، تقویٰ شعاری، نیکی وبھلائی، کے کاموں میں سبقت ہے(الحجرات:۱۳)

(۸) دنیوی ومذہبی اختلاف، نیکی، صلہ رحمی، اور ضیافت ودل داری، میں حائل نہ ہونا چاہئے(المائدہ:۵)

(۹) ایک دوسرے کے مذاہب سے متعلق مذاکرات اور بحث ومباحثہ اچھے اسلوب میں احترام کی حدود میں رہ کر کیا جانا چاہئے۔(العنکبوت:۴۶)

(۱۰) دیگر مذاہب والوں کے بارے میں بھی عدل واعتدال پر قائم رہنا ضروری ہے (المائدہ:۱)

اسلام میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ رواداری

اسلام عالمی مذہب ہے، اسلئے اس نے غیر مسلم اقوام اور رعایا کے ساتھ مثالی رحم و کرم، مساوات وہمدردی کا معاملہ کیا ہے۔ اسلام نے ریاست میں قیام پذیر رعایا کے متعلق ان کی جان، مال، عزت، آبرو، اور مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی ہے، اگر کوئی مسلمان ان پر ظلم کرے تو اسے مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت سمجھا گیا ہے۔ ابن کثیر میں روایت ہے، جو شخص معاہدہ شدہ غیر مسلم کو قتل کرے گا، وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔ اسلامی دور میں غیر مسلم رعایا کو بھی اتنی آزادی حاصل تھی، کہ ان کی تعلیمی ادارے آزاد ہوتے اور ان کے شخصی قوانین کیلئے عدالتیں بھی آزاد رہتیں، ان کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوتی تھی۔ اسلام نے غیر مسلموں کو کس قدر اپنے مذہب کے تئیں آزادی دے رکھی تھی، وہ عیسائیوں کے ساتھ اس معاہدے سے صاف عیاں ہے۔

معاہدے کی دفعات درج ذیل ہیں

(۱) ان کی جان محفوظ رہے گی۔

(۲) ان کی زمین جائداد اور مال وغیرہ ان کے قبضے میں رہیں گے۔

(۳) ان کی کسی مذہبی نظام میں تبدیلی نہ کی جائے، مذہبی عہدے دار اپنے اپنے عہدے پر برقرار رہیں گے۔

(۴) صلیبوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

(۵) ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا جائے گا۔

(۶) ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے گی۔

(۷) اور نہ پیداوار کا عشر لیا جائے گا

(۸) ان کے معاملات اور مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے۔

(۹) ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے گا۔

(۱۰) سودخوری کی اجازت نہ ہوگی۔

(۱۱) کوئی ناکردہ گناہ اور بری شخص کسی مجرم کے بدلے میں نہ پکڑا جائے گا۔

(۱۲) اور نہ کوئی ظالمانہ زحمت دی جائے گی۔ (دین رحمت: ۲۳۹) فتوح البلدان بلاذری)

مذکورہ بالا حقوق جو اسلام نے دیگر اقوام ورعایا کو عطا کئے ہیں، ان سے زیادہ حقوق تو کوئی اپنی حکومت بھی نہیں دے سکتی، جو غیر مسلم اسلامی حکومت میں رہتے ہیں ان کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ورسول کی پناہ میں ہیں، اس لئے ان کو ذمی کہا جاتا ہے، اسلامی قانون یہ ہے، کہ جو غیر مسلم

(ذمی) مسلمانوں کے ذمے داری میں ہیں ان پر کوئی ظلم ہوتو اس کی مدافعت مسلمانوں پر اس طرح لازم ہے، جسطرح خود مسلمانوں پر ظلم ہوتو اس کا دفع کرنا ضروری ہے (المبسوط للسرخسی: ۸۵۱)

وطن کی محبت اسلام میں

آج کچھ شر پسند عناصر یہ واویلا مچاتے رہتے ہیں، کہ مسلمانوں کو وطن سے محبت نہیں، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں، کہ وطن سے محبت ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنے والے تم کون ہوتے ہو؟ اس کام کا ٹھیکہ تمہیں کس نے دیا ہے؟ وطن سے خود ہی پوچھو! وطن کا چپہ چپہ ہماری محبت کی گواہی دے گا، وطن ک مٹی سے ہمارے لہو کی خوشبو آئے گی، وطن کو زینت بخشنے والی عمارتوں میں تمہیں ہماری صورت دکھے گی، وطن کی حفاظت کی خاطر قربان ہونے والوں میں سے ہم ہی سرفہرست ملیں گے اور کیوں نہ ملیں، ہندوستان ہمارا ہے، ہم نے آٹھ سوسال تک یہاں حکومت کی، اسے اپنے خون پسینے سے سینچا اور اسے سونے کی چڑیا بنایا، اور اس قدر ترقی کے بام عروج تک پہنچایا، کہ تمہارے مسیحا انگریز، اسے لوٹنے یہاں پہنچ گئے اور یہاں کے مال و دولت کو اپنے ملک میں بٹورنا شروع کردیا، اور وہی کام آج تم کررہے ہو، کہ عوام کی گاڑھی کمائی کو غیر ملکی بینکوں میں منتقل کررہے ہو،

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”تم زمین میں ہی زندگی بسر کروگے، اور زمین میں ہی مروگے اور زمین سے ہی نکالے جاؤگے“ ظاہری سی بات ہے، جس زمین سے ہمارا خمیر بنا، جہاں ہم پیدا ہوئے، زندگی بسر کررہے ہیں، اور جہاں ہمیں آخری سانس لینا ہے اس سے محبت تو فطری امر ہے، اس لئے مسلمانوں میں یہ حکیمانہ جملہ بڑا مشہور ہے، حب الوطن من الایمان وطن کی محبت ایمان کا تقاضا ہے۔

مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا وطن سمجھ کر یہاں ۸۰۰ سو سال حکومت کی، اس لئے کہ ان کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ ملک ان کا نہیں کیونکہ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اس لئے وہ جہاں پہنچے اسے اپنا وطن سمجھا، وہاں کے باسیوں کو اپنا بھائی جانا اور بلاتفریق قوم وملت بلا اختلاف دین وملت انہیں گلے لگایا، اور ایک انسانی درجہ دیا اور اس پر زندہ ثبوت آج برادران وطن کا وجود ہے، کہ وہ ۸۰۰ سو سالوں تک امن وسکون سے رہے، بلکہ انہیں اپنے راجاؤں سے زیادہ محبت وشفقت مسلم بادشاہوں سے ملی اور آج زمام حکومت ان کے ہاتھ میں آئے ہوئے ۱۰۰ سال بھی نہیں ہوئے، ملک کی حالت کیا سے کیا ہوگئی انہوں نے مذہبی سیاست شروع کردی، مسلمانوں پر ان کے وطن کو تنگ کردیا، زبردستی بلا کسی وجہ اور ثبوت کے انہیں باغی اور دیش دروہی کہنے لگے کہ کم ازکم ہمارے اس عمل سے تو یہ مسلمان ہندوستان کو کسی درجہ میں اپنا وطن نہ سمجھیں، لیکن یاد رہے کہ یہ ملک ہمارا تھا، ہے اور رہے

گا،اس کی ترقی ہمارے ہی وجود سے ہے۔

مسلم بادشاہوں کا نظام حکومت اوران کی رواداری

اسلام نے تقریبا ۱۳۰۰ سال پوری دنیا کو امن وامان کا گہوارہ بنائے رکھا،لیکن امن کے دشمنوں کو یہ راس نہ آیا اورانہوں نے خلافت اسلام کو ختم کر کے ، جمہوریت کے نام پر دینا درحقیقت اپنی ڈیکٹیٹری دی، بس انداز کچھ بدلا ہوا ہے ،اوراس کے بعد پوری دنیا کا جو حال ہے ، وہ آنکھوں دکھ رہا ہے، ٹیکنالوجی کا نام امن نہیں،انسانی جان و مال اورانسانی احترام کا نام امن پسندی ہے۔

بہر حال! میں اختصاراً ہندوستانی بادشاہوں میں سے صرف اورنگزیب عالم گیر کی رواداری کوذکرکرنے پر اکتفا کروں گا،تاکہ برادران وطن کومعلوم ہوجائے،کہ جسے یہ ظالم وجابر کہتے ہیں ، ہندومذہب کا دشمن قرار دیتے ہیں،انہوں نے ان کیلئے کیا کچھ کیا۔

حضرت سلطان اورنگزیب عالم گیر رحمہ اللہ کی رواداری

آپ کا نام نامی اسم گرامی سلطان محی الدین محمد اورنگزیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ ہے،آپ کی حکومت ۱۷۵۸ء۵۰سال رہی۔

میں یہاں چندلوگوں کی تحریر کا اقتباس پیش کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

(۱) الیگزنڈرہملٹن اپنے سفر نامے میں تحریر کرتا ہے،ریاست (اورنگزیب رحمہ اللہ) کا مسلمہ مذہب اسلام ہے ،لیکن اگر تعداد میں دس ہندو ہیں ، توایک مسلمان ہے ،ہندوؤں کے ساتھ ان کے مذہبی امور میں پوری رواداری برتی جارہی ہے،وہ اپنے تہواروں کو اسی طرح مناتے ہیں، جیسے اگلے زمانے میں۔

(۲) پنڈت سندرلال صاحب الہ آبادی لکھتے ہیں:اکبر، جہاں گیر، شاہ جہاں اوران کے بعد اورنگزیب رحمہ اللہ کے تمام جانشینوں کے زمانے میں ہندواور مسلم یکساں حیثیت رکھتے تھے،دونوں مذاہب کی مساویانہ توقیر کی جاتی تھی ،اورمذہب کیلئے کسی کیساتھ کسی قسم کی جانب داری نہ برتی جاتی تھی۔

(۳) پارلیمنٹ میں پروفیسر بشمبر ناتھ پانڈے کی ایک تاریخی تقریر کا اقتباس:نصاب کے سلسلے میں اظہار خیال کرتے ہوئے،انہوں نے کہا ، بدقسمتی سے ہمارے اسکولوں ، کالجوں ، میں گذشتہ کئی نسلوں سے ، جو کتابیں پڑھائی جارہی ہیں،وہ یورپی مصنفوں کی لکھی ہوئی ہیں، ان کتابوں میں ہندواورمسلمان کے خلاف تشدد آمیز رویے کوگڑھ کربیان کیا گیا ہے، اوربتایا گیا ہے کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کے علاقے کولوٹ

مار کر مذہبی تعصب دکھاتے تو اور خاص طور پر یہ بتایا گیا کہ مسلمان ہندؤں کے کلچر کو تہس نہس کرنے میں مشغول رہے،اس زہر کا نتیجہ ہے، جو آج برادران وطن مسلمانوں کو ڈسنے کیلئے تیار ہیں۔

حضرت اورنگزیب رحمہ اللہ کی جانب سے مندروں کیلئے جاگیریں

پروفیسر این پانڈے بیان کرتے ہیں، جب میں الہ آباد میونسپلٹی کا چیئر مین تھا، تو میرے پاس ''سیمشورناتھ'' مہادیو مندر کی جاگیر کا جھگڑا آیا،اس کے ۲/دعوے دار ہو گئے،ایک نے جب اپنی دستاویز پیش کی، جواس کے خاندان میں محفوظ چلی آرہی تھی، تو میرے تعجب کی انتہاء نہ رہی، یہ اورنگزیب کا جاری کردہ فرمان تھا،جس کی رو سے مندر کو ایک جاگیر اور کچھ نقدی عطا کی گئی تھی۔

آخری پیغام

آخر میں مَیں یہی کہوں گا، کہ اسلام دشمنی چھوڑ کر، دنیا کو امن کی راہ پر لانے کیلئے نظام اسلام کو اپنائے بغیر چارۂ کار نہیں، یا کم ازکم اس کے مطابق نظام بنایا جائے،تعلیمات اسلام کی طرف رجوع کیا جائے،اس کا مطالعہ کیا جائے، اورلوگوں میں اسلامی رواداری، اخوت و بھائی چارگی، ہمدردی وانکساری کی تعلیم دی جائے، تب ہی امن قائم ہوگا ورنہ قیام امن مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

دل پر ہاتھ رکھ جواب دیں

آپ کو دوسروں کے کہنے اورمیڈیا کے پروپیگنڈے پر کان دھرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عموماً آپ کا اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا مسلمانوں کے ساتھ ہے، لین دین، معاملات، مسلمانوں کے ساتھ ہیں، کیا آپ ایک بھی مثال دے سکتے ہیں، کہ کسی سچے پکے باشرع مسلمان نے (جس حلیہ کو میڈیا نے دہشت گرد باور کرایا ہے) آپ کو کبھی تکلیف دی ہو، آپ کا مال ہڑپا ہو، آپ کی بہو بیٹی پر نیت خراب کی ہو، چہ جائے کہ آپ کی جان کے پیچھے پڑا ہو، ایسا ممکن ہی نہیں اسلامی تعلیم میں یہ چیزیں ہے ہی نہیں، اسلام نے اس پر بڑی سخت سزا سنائی ہے، اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ کسی کی زبان اور ہاتھ سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔

اگر امن قائم کرنا ہے تو اسلامی تعلیم کو عام کرنا ہوگا،اسلامی تعلیم کو اپنانا ہوگا، اسلامی تعلیم کو رواج دینا ہوگا۔

جناب علی عمران
ممتاز کالم نگار ربلاگر

غامدی یا امریکی بیانیہ؟

زیرِ نظر مضمون علماء دیوبند پر غامدی طبقہ فکر کی طرف سے جواب میں لکھا گیا ہے، جس میں ان کے نقطہ نظر کا جواب دیا گیا ہے، یہ مضمون عصر حاضر کے حوالے سے انتہائی اہم اس لئے بھی ہے کہ حال ہی میں وزیراعظم میاں نواز شریف نے بھی اس لہجے میں مدارس ،علماء اور مذہبی جماعتوں کو مخاطب کرنا شروع کیا ہے جو درحاصل مغربی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ان تمام مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے.........(ادارہ)

چند سال قبل جامعہ اشرفیہ میں علمائے دیو بند کی ایک کانفرنس کے اعلامیے پر جناب حسن الیاس کا تنقیدی مضمون دیکھا، آنجناب کی اصل خوبی یہی ہے کہ جناب جاوید غامدی صاحب کے داماد ہیں، اور جیسے غامدی صاحب کو دین کے کسی بھی اصول اور کسی بھی شخصیت پر تنقید کرنے کا کھلا اختیار حاصل ہے، داماد بھی اس حق کا دعویدار ہے کہ آخر داماد کس کا ہے؟

مضمون پڑھا، تو لب خنداں سے بے اختیار آہ نکل گئی !مغالطہ در مغالطہ کا مجموعہ اور فریب نظر کا ایک ایسا شاہکار، جس پر شاید خود لکھاری نے بھی نظر ثانی کی کوشش نہیں کی، ورنہ وہ خود ہی اسے ڈسٹ بن کی نذر کر دیتا، دوسروں کے الفاظ اور خیالات کو من مانا مفہوم پہنانا اور اپنا مطلب کشید کرنا اور پھر سیدھے سادے مفہوم کو ذومعنی کلام کے ذریعے مشکوک بنانا کوئی اس مضمون میں دیکھے، گلہ مگر ان سے اس وجہ سے نہیں کہ تشکیک پھیلانا اس گروہ کی خاص صفت ہے اور یہ کام پہلے مستشرقین کرتے تھے، مگر جب ان کو خود گھر سے ہی گھر کے لوگ، گھر کے ہی خلاف مل گئے، تو انہوں نے اپنے بوریا بستر لپیٹے اور اپنے اپنے ملکوں کو جا سدھارے، اب ہمارے متجددین اس کام کو بخیر وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

حسن صاحب کی یہ ساری کوشش تشکیک پھیلانے اور سیدھے سادے بکرے کو سانڈ بنا کر پیش کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں، انہوں نے علمائے دیوبند کے اس متفقہ اعلامیے پر نکتہ وار تنقید کی ہے، اس عاجز کی عادت جواب در جواب کی نہیں، مگر غامدیت کو پورے تیقن کے ساتھ عصر حاضر کا سب سے بڑا فتنہ سمجھنے کی وجہ سے جواب لکھنا اپنی ذمہ داری سمجھا مگر جواب سے پہلے ایک وضاحت سن لیجیے۔

نظریہ پاکستان

پاکستان کا مطالبہ دو قومی نظریے کی بنیاد پر کیا گیا تھا .پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ! اتنا واضح نعرہ تھا کہ جس کا علم اور جس کا فہم اس وقت بچے بچے کو تھا .ہر کسی کو اس بات کا ادراک تھا کہ پاکستان کی صورت میں ایک ایسا ملک بنایا جارہا ہے، جہاں پر اسلام اور مسلمانوں کی حکومت ہوگی،علامہ اقبال اور قائداعظم کہہ رہے تھے کہ ہم ایک ایسے قطعہ زمین کے طالب ہیں، جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں. مسلم لیگ کے ہر جلسے میں یہی آواز اٹھتی تھی، ہر اجلاس اس سے گونجتا تھا، ہر لیڈر اور ہر رہنما اسی کی مالا جپتا تھا، پاکستان بنا تو قرارداد مقاصد کے ذریعے طے ہوگیا کہ ملک کا نظم خدائی اصولوں کے مطابق ہوگا، پھر چھپن، باسٹھ اور تہتر کے آئین میں بطور خاص شریعت اسلامی کو نافذ کرنے اور قابل قبول بنانے کے وعدے کیے گئے ہیں .دستوری طور پر طے ہونے کے ساتھ عوامی سطح پر جب بھی سروے ہوا ہے تو 80 سے 90فیصد لوگوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔حال ہی میں ایک سے زیادہ سروے ہوئے، سامنے آیا کہ قوم اب بھی شریعت ہی کی طالب اور خواہاں ہے۔

علماء دیوبند اور پاکستان کی حمایت

علمائے دیوبند نے اسی بنیاد پر تحریک پاکستان کی حمایت کی تھی،خیبرپختونخوا اور سلہٹ میں تقسیم کے حق میں مہم چلائی تھی اور آج تک اس پر قائم ہیں، پرامن طریقے سے، بغاوت اور فتنے سے بچتے ہوئے، قوم اور امت کے خون سے ہاتھوں کو بچاتے ہوئے، خود قوم کو باشعور بنانا، شریعت کے احکام کو اختیار کرنے کے لیے تیار کرنا اور اپنی تمام صلاحیتوں کو اس کے لیے استعمال کرنا اپنی ضرورت ہی نہیں مقصد بھی سمجھتے ہیں اور عبادت سمجھ کر اس کام کو انجام دیتے ہیں .لہذا اگر وہ دستوری طور پر طے ہونے اور عوامی خواہش کے مسلسل اظہار کے بعد نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں، تو خود آئین پاکستان ہی کی تکمیل کا مطالبہ کرتے ہیں، پاکستان ہی کی تکمیل کا مطالبہ کرتے ہیں، خصوصا جبکہ شدت پسند تحریکوں کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی گئی ہے کہ پاکستان کا آئین اور نظام کفریہ ہے، تو ایسے میں یہ بہترین آپشن ہے کہ ملک کے نوجوان، جو ملک کا روشن سرمایہ بن سکتے ہیں، انھیں کہیں اور بھٹکنے کے لیے چھوڑ دینے کے بجائے ملکی دھارے میں شامل ہونے کیلیے راغب کیا جائے، اس کے لیے عملا نفاذ شریعت کا مطالبہ مناسب بلکہ ضروری ہے۔

عسکریت پسندوں کے امام ایمن الظواہری نے پاکستانی آئین میں دس کے قریب نکات ایسے ذکر کیے ہیں، جن کی بنا پر ان کے نزدیک پاکستانی آئین کفریہ ہے، حالانکہ اسے مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ

احمد نورانی جیسے علمائے کرام نے منظور کرانے میں اہم کردار ادا کیا،تو اب اگر علما اپنے منظور کردہ اسی آئین کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کی تمام شقوں پر عمل کرو، اور نظم ریاست وحکومت کو اسلامی احکامات کے مطابق ڈھالو تو اس میں برا کیا ہے! کیا غامدیت چاہتی ہے کہ یہ نظام درست نہ ہو اور نوجوان ایسے بھٹکتے رہیں، ایندھن بنتے رہیں پھر یہ مطالبہ جیسا کہ عرض کیا کہ محض علما کا نہیں، بلکہ قوم کی غالب اکثریت کا ہے۔اب موضوع کی طرف آتے ہیں اور اس کا نمبر وار جائزہ لیتے ہیں۔

آئین پاکستان میں ترمیم کا مسئلہ

آئین پاکستان کا کیا، کسی بھی ملک کا ہو، اس میں بہتری کی گنجائش موجود رہتی ہے، اور وقتاً فوقتاً تبدیلیاں بھی کی جاتی ہیں، حیرت کی بات ہے کہ غامدی صاحب اپنے سایہ عاطفت میں رکھنے کے باوجود اس بنیادی نقطے کو بھی نہ سمجھا سکے، اور اس پر آپ نے ویسے اعتراض جڑ دیا جیسے وہ حدیث اور فقہ کے باب میں کیا کرتے ہیں اور کیا یہ صرف علما نے کہا ہے، آپ کا محبوب لبرل طبقہ، قوم پرست اور دیگر کئی طبقات اپنے اپنے زاویے سے تنقید کرتے ہیں .پھر کچھ کمی خامی تھی تو اب تک دو درجن آئینی ترامیم ہو چکی ہیں، علمائے کرام آئین پر تو سوال کھڑا نہیں کر رہے، اس کے عملی نفاذ کی بات کر رہے ہیں، اور اس میں کچھ کمی ہے تو اس کا جائزہ لینے اور دور کرنے کا کہہ رہے ہیں، تاکہ ہمارا نوجوان ہمارے ہاتھ سے پھسل کر کسی اور کے ہتھے نہ چڑھے .پھر اس کے لیے نہ تو انھوں نے ڈنڈا اٹھایا ہے نہ بندوق، بلکہ آپ کی پسند کے مطابق جمہوریت کا بھی حصہ ہیں اور مطالبہ بھی حکومت سے کر رہے ہیں، خود نافذ کرنا شروع نہیں کر دیا،اب حکومت سے مطالبہ شرع غامدی میں جرم کہلائے گا؟

حالانکہ آئین و جمہوریت دونوں اس کی اجازت دیتے ہیں، اور آپ اور دیسی لبرلز ہی ہمیں بتایا کرتے ہیں کہ درست طریقہ یہی ہے کہ پرامن اور جمہوری جدوجہد سے بات کی جائے اور اہل حکومت کو متوجہ کیا جائے۔

یہ بات اپنی جگہ کہ غامدی صاحب مسلسل قلب ماہیت کے بعد اس ''مغربی'' نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، سو آپ کے لیے شاید یہ مسئلہ نہ رہا ہو مگر علمائے کرام کے لیے تو ہے کہ یہی اس ملک کا مقصد تھا، یہی آئین پاکستان کی منشا ہے اور یہی پاکستان کے عوام کا مطالبہ ہے۔

ریاست کے کام کی ذمہ داری علماء پر نہیں ڈالی جاسکتی

آپ کہتے ہیں کہ علمائے کرام نے مسلم مقبوضہ علاقوں میں مجاہد بنا بنا کر بھیجے، یہ تو صراحتاً جھوٹ ہوگیا، مگر خیر جو اسلام کے باب میں جھوٹ بولنے اور اغیار کی زبان بولنے سے نہ شرمائے، اس کے لیے یہ

جھوٹ روا ہے۔

جو کام ریاست نے کیا، اس کی ذمہ داری علما پر کیسے ڈالی جاسکتی ہے اور انھیں کیسے ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے؟ کسی مولوی نے ایسا کیا بھی، تو ریاست کی اجازت یا حکم سے کیا۔ ریاست کے ساتھ آپ کا معاملہ حدیث جیسا ہی ہے، جو دل نے کہا لے لیا، جو چاہا رد کر دیا، غامدی بیانیہ سارا ریاست کے گرد گھومتا ہے، یہ سب ریاست نے کیا تو اسے غلط کیسے قرار دے رہے ہیں، وہ بھی ایسے کہ ریاست پر حرف نہ آئے اور تمام بوجھ علما پر لاد دیا جائے، ریاستی جہاد کے قائل تو آپ بھی ہیں، بلکہ آخری اطلاعات (اس لیے کہ نہیں معلوم کب بیانیہ بدل جائے اور دیگر احکامات کی طرح اسے بھی منسوخ ہی قرار دے ڈالیں) کے مطابق اسی کے ہی قائل ہیں، سو اعتراض کس بات کا؟ ریاست نے ان کو والنٹیئر بھیجنے کا کہا اور انھوں نے اطاعت کی، آپ کے مطابق جہاد صرف حکومت ہی کا حق ہے، پوری ریاست اور اس کے ادارے اس میں مکمل طور پر شریک تھے، علما نے جب حکومت کے کہنے پر کہا ہے، تو یہ سرکاری جہاد ہی تو ہوا !تو پھر واویلا کیسا !اور ہاں !یہ وہی جہاد نہیں، کہ خود غامدی صاحب جس کے معترف تھے، !اور اس کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

''محمد ضیاالحق فی الواقع اسلام کی نشاط ثانیہ کے اس دور میں ہمارے ترکش کا پہلا تیر تھا۔ یہ قوم ان کی ہر بات فراموش کر سکتی ہے، لیکن جہاد افغانستان کے معاملے میں وہ جس طرح اپنے مؤقف پر جمے رہے اور جس پامردی اور استقامت کے ساتھ انہوں نے فرزندان لینن کے مقابلے میں حق کا علم بلند کیے رکھا، اسے اب زمانے کی گردشیں صبح نشور تک ہمارے حافظے سے محو نہ کر سکیں گی''

(جاوید احمد غامدی، شذرات ماہنامہ اشراق، جلد ۱، شمارہ ۱، ستمبر ۱۹۸۸ء، صفحات: ۶ تا ۸)

دیکھیے صاحب !غامدی صاحب نے اب اگر اپنا قبلہ بدل لیا ہے تو خوشی سے بدلتے رہیں، دوسروں سے بھی اس کی توقع کرنا کوئی عقلمندی کی بات نہیں۔

خطے میں دہشت گردی کی وجہ امریکہ اور پرویز مشرف

آپ کو انکار ہے کہ دہشت گردی کی وجہ پرویز مشرف کے وہ غیر معقولی فیصلے نہیں تھے، جن کی وجہ سے امریکہ کو افغانستان میں در آنے کا موقع ملا، اس کے جواب میں تو بس مسکرایا ہی جا سکتا ہے، امریکہ ہزاروں میل دور سے آتا ہے، سارے عالمی اور علاقائی قوانین کو پس پشت ڈال کر ایک مستحکم اور خودمختار حکومت پر، اس ریاست کی مصالحت کے لیے پیش کردہ تمام ممکنہ آپشنز کو چھوڑ کر حملہ کرتا ہے، کوئی ثبوت نہیں، کوئی دلیل نہیں، بس اپنی چوہدراہٹ کے زعم میں دندناتا ہوا آتا ہے اور کارپٹنگ بمبنگ کر کے

بموں کی تہہ بچھاتا ہے، معصوم عوام کا خون بہاتا ہے، آپ کو مگر یہ سب کچھ نظر نہیں آتا! یہی پاکستان پہلے موجود تھا، یہی علما، یہی مدارس تھے، مگر ان کی طرف کبھی کسی نے ایسی بات منسوب کی تھی!

پھر اس میں بھی بات پوری نہیں کی جاتی، یہ بولتے یا لکھتے قلم و زبان کیوں دکھتے ہیں کہ طالبان کو افغانستان میں لایا کون تھا؟ تسلیم کس نے اور کیسے کیا تھا؟ اور ابھی بھی ان کی حمایت کا الزام کس پر ہے؟ کسے حقانی نیٹ ورک اور افغان طالبان کا سرپرست کہا جاتا ہے، علمائے کرام کو یا ریاست کو؟ جواب تو آپ کو ہم سے زیادہ اچھی طرح معلوم ہے، مگر غامدی صاحب کے سائے میں معصومیت ایسی بھر گئی ہے کہ بس قربان جائیے، ویسے بھائی صاحب ایہ تو امریکہ ہے، جو افغان طالبان اور جہاد کو فساد کہتا ہے، آپ یہ بولی بول کر ان کے ہمنوا کیوں بن رہے ہیں؟ یا دل میں کچھ کالا ہے؟

ظالم حکومت کے خلاف خروج کا مسئلہ

آنجناب کی علمی استعداد کا اندازہ تو اس وقت ہوگیا تھا، جب قرآن کی نص صریح کو معطل کر کے یہ فرمادیا تھا اگر ایکسرے وغیرہ سے معلوم ہوجائے، کہ حمل نہیں، تو خاتون تین حیض گزارے بغیر بھی نکاح کرسکتی ہے،! مگر خیر، کسی بھی حکومت کے خلاف خروج ایک شرعی حکم ہے، جو آپ کو بتاتا ہے کہ خروج کب جائز ہے، کب واجب ہے اور کب حرام ہے؟ چونکہ آپ کے سر صاحب پہلے ہی کہہ چکے کہ میرے طریقہ سے اصول فقہ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی، لہذا اس مضمون کی طرف آپ کا عدم اعتنا سمجھ میں آنی والی چیز ہے، آپ کہتے ہیں کہ ان کے خروج کے عدم جواز کی وجہ بتادیں، نص کیا ہے قرآن کی؟

تو عرض ہے، الفتنه اشد من القتل اور بیسیوں احادیث جو سلطان جائر کے ماننے پر آئی ہیں، وہ سب دلیل بنتی ہیں۔

افغانستان میں جس دور میں طالبان کا ظہور ہوا، اس وقت کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی، چند چند میل کے فاصلے پر وار لارڈز کی حکومتیں تھیں، لہذا افغان طالبان نے آسانی سے ان کو مغلوب کر کے اپنی کامیابی کو آگے بڑھایا، وہاں تو فتنہ پہلے سے موجود تھا، ان کے آنے سے تو فتنہ ختم ہوگیا۔

جبکہ ہمارے ہاں ایک مضبوط ریاست موجود ہے، اس کا آئین اسلام کی بالادستی تسلیم کرتا اور قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کا حکم دیتا ہے، پھر ایک مضبوط ریاست کی موجودگی میں ایسی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوگی، صرف فتنہ ہوگا اور بڑھے گا، لہذا پاکستان میں بحکم شرعی ایسی حرکت جائز نہیں ہوگی۔

امریکہ پر چشم پوشی اور علماء کرام پر نکتہ چینی

ریاست پاکستان سے لڑنے والوں کی اکثریت البتہ اس دلیل سے متاثر ہوئی ہے، سو علمائے

کرام سمجھاتے بھی ہیں اوران کی غلطی بھی واضح کرتے ہیں ۔سو اس میں اعتراض کیا ہے؟ یہ کیا کہ کارپٹ بمباری کرنے اور مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے امریکہ و برطانیہ کا غم تو آپ کو کھاتا رہے، اور آپ جارح قوتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ڈائیلاگ ڈائیلاگ پکارتے رہیں، مگر اپنے اہل وطن کے لئے اس لفظ سے اتنی نفرت اور عدم برداشت !آخر بات کیا ہے!؟ کچھ ہمیں بھی سمجھایئے۔

مفسدین سے مذاکرات کا مسئلہ

آنجناب کو اس بات کی بڑی پریشانی ہے کہ علما نے مفسدین سے مذاکرات کا مشورہ کیوں دیا؟ بقول آپ کے قرآن میں تو ایسا کچھ ہے ہی نہیں !ان کو تو بس بیخ و بنیاد سے ختم کرنا ہی بنتا ہے!
آپ کو بتانا بنتا ہے کہ قرآن میں تو صاف حکم موجود ہے کہ اگر مومنین کے دو گروہ لڑ پڑیں، تو ان کے بیچ صلح کرواؤ، علما نے تو حکم قرآنی کی تعمیل میں یہ مشورہ دیا اور اس وقت دیا جب ریاست خود راضی تھی اور مذاکرات کر رہی تھی، آپ کس کے حکم کی تعمیل میں فساد بڑھانے کا مشورہ دیتے ہیں!
ان گروہوں میں مختلف گروہ اور مختلف ذہنیت کے لوگ شامل رہے ہیں ۔ کچھ تو وہ ہیں، جو اپنے خاندان اور قبیلے پر ہونے والے ظلم کے ردعمل میں کھڑے ہوئے، ایسے لوگوں کے زخموں پر تو حکومت کو پاہا رکھنا چاہیے اور وہ آسانی سے شرپسندوں سے الگ ہوجائیں گے، جیسا کہ وزیر قبائل کے ساتھ ہوا اور طالبان کا وزیری گروپ حکومت کا حمایتی رہا۔
کچھ وہ ہیں، جو واقعی غلط فہمی کی وجہ سے اس سب کو شرعی جہاد سمجھ کر اس میں لگ گئے ہیں ۔ایسوں کو سمجھانا چاہیے، مکالمہ کرنا چاہیے، تاکہ وہ لوٹ کر آسکیں ۔یاد رہے کہ مکالمے کے سب سے بڑے دعویدار تو خود غامدی صاحب ہی ہیں ۔جو باقی بچیں اور ہر حال میں ریاست کی مخالفت اور فساد پر جمے رہیں، تو ان عناصر کی واقعی بیخ کنی کرنی چاہیے!

علماء اور طالبان کے درمیان فرق

آپ فرماتے ہیں علما اور طالبان کے بیچ صرف طریقہ کار کا اختلاف ہے، باقی دونوں کا سٹینڈ ایک ہی ہے نفاذ شریعت !تو عرض ہے کہ طریقہ کار کے اختلاف سے ہی تو چیزیں حلال اور حرام بنا کرتی ہیں ۔جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرو، تو حلال بھی، ثواب بھی، غیر شرعی طریقہ پر کرو، تو حرام ۔ کسی دوسرے کی بیٹی سے شرعی طریقے یعنی براستہ نکاح جماع کرو، تو حلال بھی، ثواب بھی، بغیر طریقہ شرعی جماع کرو، تو حرام اور گناہ! تو جناب امور تو سارے ہی طریقوں اور راستوں کی وجہ سے حلال اور حرام، اچھے اور برے، درست اور نادرست میں تقسیم ہوتے ہیں، علما یہی کہہ رہے ہیں کہ شریعت کے نفاذ کا دعوی تو درست ہے، مگر

اس کا طریق کار ملک وقوم سے دشمنی اور افراد ملت کو خون میں نہلانے کا نہیں ، بلکہ پارلیمنٹ اور عدالت کے رستے سے اس کے لئے جدو جہد کرنا اور قوم کو اس کے لیے تیار کرنا، درست راستہ ہے!

یہ بات صحیح ہے کہ شریعت فساد کی بیخ کنی کی بات کرتی ہے، مگر بیخ کنی کا سب سے احسن طریقہ یہی ہے کہ مخاطب کو پہلے سمجھایا جائے، ایک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے چار ہزار خوارج باز آ گئے تھے ۔جنگ نہروان سے پہلے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ خوارج سے صلح ہو جائے، اس وقت وہی ہوا جو اوپر کہا، کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آ ملے، کچھ الگ ہو کر چلے گئے، اور کچھ فساد پر قائم رہے تو ان سے جنگ کر کے ان کا قلع قمع کر دیا گیا۔

آپ کے خیال میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ کا عمل کیسا تھا کہ انہوں نے فسادیوں کو مذاکرات کی دعوت دی اور لشکر کشی نہ ہونے دی، جب تک ان سے مکالمہ نہ کرلیا؟ جواب ضرور دیجیے گا۔

باطل نظام کے خلاف اُکسانا

آپ کو شکوہ ہے کہ علما عوام کو باطل نظام کے خلاف اکساتے ہیں .یہ آپ کی رائے ہو سکتی ہے، حقیقت نہیں ،علما اپنی زندگیوں میں اسلام لانے کیلئے خود بھی محنت کرتے ہیں اور اپنے متعلقین کو بھی اس پر لانے کی کوشش کرتے ہیں، یہی ان کی ذمہ داری بنتی ہے،خود غامدی صاحب ہی تو فرماتے ہیں نا کہ علما کا کام سمجھانا ہے،اب آپ اس سے بھی روک رہے ہیں، کیا علمائے کرام سمجھانے والا کام بھی روک دیں! ذرا سسر داماد پہلے آپس میں بیٹھ کر طے کرلیں کہ کس نے کیا کرنا ہے اور کس نے کون سی بات کرنی ہے؟ باطل کی ترغیب والی ذمہ داری کچھ دوسرے احباب نے اٹھائی ہوئی ہے..انہی کو سا جھے ہے!.

مطالبات کو نفاذ شریعت سے مشروط کرنا؟

آپ فرماتے ہیں کہ علما نے حکومت کے ساتھ اپنی مدد کو نفاذ شریعت کے مطالبات ماننے کے ساتھ مشروط کیا ہے،مشروط تو نہیں کیا، ہاں مطالبہ ضرور کیا ہے،علماء تو تب سے اب تک تعاون کر رہے ہیں، حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں،ضرب عضب تک انھوں نے ریاست کے ہر فیصلے کی تائید کی، منبر ومحراب سے بھی اور پارلیمنٹ میں بھی، پھر اعتراض کیسا ہے؟ اگر چہ حکومت خود علما کی ہی دشمن بنی رہی، تاہم وہ اپنی دینی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے حکومت کے ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کا ہی درس دیتے رہے اور اب تک اس پر عامل ہیں ۔الحمدللہ طبقہ علما جتنا ملک وملت سے مخلص ہے، اس کے لیے اسے کسی سے سند لینے کی ضرورت نہیں، بالخصوص ان سے جو چھوڑ کر اہل وعیال سمیت بھاگ نکلے۔

افغانستان میں پاکستان کی پالیسی

آپ کہہ رہے ہیں کہ علما افغانستان کے معاملے میں پاکستانی حکومت کی پالیسی کو غلط قرار دے رہے ہیں، تو کیا کسی پالیسی سے اختلاف کرنا شرع غامدی میں جرم کہلاتا ہے؟ شاید آپ کے نزدیک یہ جرم ہو، لیکن اصلاً یہ جرم نہیں، اس لیے کہ قوم نے اس پالیسی کو پسند نہیں کیا، پرویز مشرف نے اس پالیسی کو اختیار کیا اور ان پر ڈبل گیم کا الزام لگا۔ ایسی پالیسی کے بارے میں اگر کہا جائے کہ اسے ٹھیک کیا جائے تو اس میں کیا برائی ہے؟ علمائے کرام تو ریاست وحکومت کو بچانے کی خاطر پوری بات نہیں کہتے، کیا اس کے لیے بھی کسی افلاطون کی ضرورت ہے۔

عالم اسلام پر امریکہ کی بربریت

امریکہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد بنا پھرتا ہے، افغانستان میں تو آپ علمائے کرام سے نفرت کی وجہ سے امریکہ کی تائید کرتے ہیں مگر عراق اور دیگر ممالک کے بارے میں کیا خیال ہے، اب تو مغربی دنیا بھی مان گئی ہے کہ جھوٹ بول کر عراق کو نشانہ بنایا گیا، شرع غامدی اس بارے میں کیا کہتی ہے؟ کوئی حیلہ کوئی جواز ضرور اس کا بھی سوچ تو رکھا ہوگا، عوام الناس کو بھی آگاہی دیجیے، تاکہ معلوم ہو کہ فکری تابعدارپستی کی کس حد تک جا سکتے ہیں۔ ہاں! یاد آیا، شرع غامدی میں تو اسرائیل حق پر ہے، فلسطینی عوام اور مسلمانوں کا دعویٰ غلط ہے، اس کے بعد امریکہ کو حق پر ثابت کرنا کیا مشکل ہوگا، پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ امریکہ دنیا بھر کی فوجیں لانے کے باوجود افغانستان میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ امریکی کمانڈرز تو اس کا اعتراف کرتے ہیں مگر کمانڈران غامدی ایسے وفاپرست ثابت ہوئے ہیں کہ امریکہ بہادر کو یقین دلانے میں لگے ہیں کہ نہیں وہ کامیاب ہوا ہے، یہ افغانستان میں لگنے والے کچو کے تھے کہ آج مشرق وسطیٰ میں تلملانے کے سوا کچھ نہیں کر پا رہا، اور دنیا کو ورلڈ آرڈر دینے والے امریکہ سے اب سب سے پہلے امریکہ کی آواز اٹھ رہی ہے، خیر یہ باتیں آپ کی تکلیف ہی بڑھائیں گی، لہٰذا اسے چھوڑ دیں!

ہاں ! عافیہ صدیقی کو تو خود انصاف پسند امریکی بھی معصوم قرار دیتے اور مقدمے کو دنیا میں فراڈ سمجھا جاتا ہے، مگر آفرین ہے سیاہیان امریکہ پر کہ بے دام بے لگام بندھے چلے آتے ہیں ۔ بالفرض عافیہ صدیقی نے جرم کیا تھا تو قاعدہ یہی ہے کہ حکومت پہلے اپنے بندے کو پنجہ غیر سے چھڑاتی ہے، پھر اگر وہ غلط ہوتا ہے، تو اس پر اپنے ملک میں مقدمہ چلاتی ہے ۔ مگر یہاں تو اسے اپنے ملک میں گرفتار کرکے امریکہ کے حوالے کر دیا گیا ۔ پھر جو سلوک اس کے ساتھ کیا گیا، کوئی ذی شعور اس کی تائید کا سوچ بھی نہیں سکتا ہے، خاص کروہ

جو پاکستانی اور مسلمان ہونے کا دعویدار بھی ہو، مگر یہاں تو ایسے لگ رہا جیسے خوش ہوا جا رہا ہے، اور بتایا جا رہا ہے کہ ایسا ہی سلوک اس کے ساتھ ہونا چاہیے تھا...... کچھ تو ش ہوتی ہے، کچھ تو ح ہوتی ہے!
یہ وضاحت پہلے ہی کر دی کہ علما پاکستان میں عسکریت کے مخالف ہیں اور کیوں ہیں؟ وہ بھی بتا دیا

شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار

آپ کہتے ہیں کہ علما کو یورپ میں مسلمانوں کے ساتھ کیا جانے والا سلوک تو نظر آ رہا ہے، مگر نائن الیون نظر نہیں آ رہا! واقعی شاہ سے بڑھ کر شاہ کا وفادار اسی کو کہتے ہیں، آپ کو بھی نائن الیون ہی نظر آ رہا ہے، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ رویہ نہیں، دعوی اگر چہ اصلی اور حقیقی فہم والے مسلمان ہونے کا ہے، یہ بحث اپنی جگہ کہ یہ کس نے کرایا، مگر اس سے پہلے امریکہ اور یورپ نے مسلمانوں کے ساتھ جو کیا، وہ کس الیون کا نتیجہ تھا؟ گزشتہ دو صدیاں اور بالخصوص انیسویں صدی استعماریت اور تباہی سے بھرپور ہے، یہ بھی آپ کو نظر آتا ہے، یہ عینک کے شیشے پورے کالے ہو جاتے ہیں، کالے شیشوں سے بھی کچھ نہ کچھ تو نظر آ ہی جاتا ہے، مگر آپ کو مظلوم امریکہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، یہاں آ کر نظر سے محروم ہو جاتے ہیں، زبان ہی گنگ ہو جاتی ہے، اور اپنے سسر صاحب کی طرح سارا نزلہ بس مسلمانوں پر ہی ڈال کر گزر جاتے ہیں فیا للعجب! انصاف شرط ہے محترم! مگر شرع غامدی اور انصاف، جانے دیجیے!

مدارس اور دہشت گردی

آپ کہتے ہیں، جو دہشت گرد پکڑے جا رہے، وہ مساجد اور مدارس سے پکڑے جا رہے ہیں، اور انھی جگہوں پر ان کے یہ نظریات بنتے ہیں! اس کی بات کوئی کیوں نہیں کرتا؟ مساجد و مدارس سے جن کو جن عتراضات کے تحت پکڑا جاتا ہے، اس کا حال بھی کوئی بیان کرنے کی چیز ہے؟ ویسے تو پکڑے جانے والے کالجز اور یونیورسٹیوں سے بھی ہیں، بلکہ زیادہ ہیں، کبھی ان کے بارے میں بھی بات کیجیے، سارے پروفیسر، ادارے اور نظام مورد الزام ٹھہرے گا؟ مگر خیر علمائے کرام تو کہتے ہیں کہ ایسے مدارس کی نشاندہی کیجیے، ہم آپ سے پہلے پکڑ کر حوالے کریں گے، پھر جو پکڑے جاتے ہیں، انھیں عدالتوں میں لائیں اور ان کے جرائم پوری قوم کے سامنے بیان کیے جائیں، تا کہ سب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، مگر ایسا کیا ہی نہیں جا رہا، اندازہ نہیں!

☆ ☆ ☆

جنرل مرزا اسلم بیگ *

صدر ٹرمپ کی پراسرار شخصیت

نئے منتخب امریکی صدر صاف گوئی 'غیر لچکدار رویے' دوٹوک انداز گفتگو کے حوالوں سے دلچسپ شخصیت کے حامل ہیں۔ مشکل انتخابات کے بعد منتخب ہونے والے امریکی صدر نے اپنی انتخابی مہم کے دوران اپنے مستقبل کے منصوبے سوچ کا پس منظر اور اپنی ذاتی شخصیت کے حوالے سے تمام باتیں لگی لپٹی بغیر عیاں کر دی ہیں اور اپنی انتخابی مہم کے دوران چند اہم معاملات بھی اٹھائے جو امریکی عوام کیلئے خاصی تشویش کا باعث ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے:

اگر اسی طرح مہاجرین کی آمد کا سلسلہ جاری رہا تو 2050 تک امریکی شہری نوکریوں سے محروم اور اقلیت بن کر رہ جائیں گے۔ یقیناً یہ امر خاصی تشویش کا باعث ہے اس کے باوجود کچھ لوگ ٹرمپ کو نسل پرست کہتے ہیں جو درست نہیں۔ ہیلری کے مقابلے میں تین ملین کم ووٹ لینے کے باوجود انتخابی کالج (Electoral College) نے انہیں صدر منتخب کیا ہے۔ معروف فلسفی رچرڈ رورٹی (Ricard Rorty) نے 1998 میں کہا تھا کہ ''نظام کی ناکامی کی وجہ سے غیر مضافاتی ووٹر کسی مضبوط امیدوار کو منتخب کرنے کا فیصلہ کریں گے ایسا امیدوار جو انہیں یقین دلا سکے کہ منتخب ہونے کے بعد وہ لڑکھڑاتی ہوئی بیوروکریسی، شاطر قانون دانوں، منافع پرست تاجروں اور جدت پسند پروفیسروں کو لگام ڈال سکے گا۔'' وہ مضبوط امیدوار ٹرمپ ہے جو آچکا ہے۔

چین کی مصنوعات کی بھرمار کی وجہ سے امریکی عوام کی حیثیت ''گاہک معاشرہ'' (Consumer Society) بن کے رہ گئی ہے جو امریکی صنعتوں کی بندش اور بے روزگاری کا سبب ہے اور معاشرتی عدم توازن بڑھ رہا ہے جس کا سدباب کرنا لازم ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چین سے اقتصادی جنگ شروع ہو جائے گی بلکہ خود انحصاری حاصل کرنا ضروری ہوگا۔

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کا قلع قمع کرنا ازبس ضروری ہے جس کا سبب غیر ملکی جارحیت ہے جس کی شروعات افغانستان میں روس کے بعد جارج بش نے کی اور پھر سانحہ 9/11 کا انتقام لینے کیلئے افغانستان پر چڑھائی کردی اور صدر صدام حسین کو ایٹمی ہتھیار رکھنے کے ناکردہ جرم میں سبق سکھانے کی خاطر عراق کو تباہ کرڈالا۔صدر اوبامہ نے عراق اور افغانستان کی جنگیں ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ شام، لیبیا اور یمن میں مداخلت کے مرتکب ہوئے جس سے مسلمان ممالک میں القاعدہ ،النصرہ اور دیگر تنظیموں کی جانب سے سخت ردعمل آیا ہے اور پھر داعش جیسی انتہا پسند تنظیموں کی جانب سے انتقامی کاروائیوں کا آغاز ہوا ہے۔افغان طالبان سے نمٹنے کے حوالے سے صدر ٹرمپ غلطی پر ہیں کیونکہ وہ انہیں دہشت گرد سمجھتے ہیں جبکہ وہ حریت پسند ہیں اور گذشتہ پینتیس برسوں سے اپنے وطن کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔خطے میں پائیدار امن کا قیام اسی وقت ممکن ہے جب ٹرمپ اس زمینی حقیقت کو سمجھ لیں گے۔

امریکی سیاست میں یہودی لابی کو طاقتور حیثیت حاصل ہے۔فلسطین کے حوالے سے ''دو ریاستوں'' کے قیام کے ایجنڈے کی تائید اور فلسطینی اتھارٹی کو 220 ملین ڈالر کا عطیہ دینے پر یہودی سخت ناراض ہیں۔اوبامہ کے اس عمل پر اسرائیلی وزیراعظم نے سخت برہمی کا اظہار کیا جبکہ ٹرمپ ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں جس پر یہودیوں نے صدارتی انتخابات میں ٹرمپ کی مدد کی جس کے نتیجے میں انہیں کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

ٹرمپ کو اس حقیقت کا بھی ادراک ہے کہ روسی صدر پیوٹن نے امریکی قیادت کو زچ کر دیا ہے جس کا توڑ حاصل کرنے کیلئے ٹرمپ نے سرد جنگ کی سفارتکاری کو رد کرتے ہوئے پیوٹن سے روابط قائم کئے ہیں تاکہ دنیا کو کثیرالجہتی نظام کی راہ پر لگایا جا سکے اور عالمی اقتصادی نظام (Globalization) کے خدوخال کو تبدیل کیا جا سکے۔

ٹرمپ نے امریکہ کو Trans Pacific Partnership - TPP سے الگ کرلیا ہے کیونکہ TPP کا مقصد چین کی بڑھتی ہوئی طاقت کو محدود کرنا ہے جبکہ ٹرمپ ایک مختلف عالمی نظام کے داعی ہیں جس کے خدوخال جلد نمایاں ہوں گے۔ٹرمپ کے اس فیصلے سے بھارت کو سبکی اٹھانا پڑی ہے کیونکہ اس اتحاد میں بھارت کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور اسے اوبامہ کی Pivot Asia پالیسی کا اہم کردار تصور کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا سطور کے مطالعہ سے ٹرمپ کا صحیح نقطہ نظر سامنے آیا ہے جبکہ امریکی میڈیا کے تبصرے مبہم ہیں اور حقیقت پسندانہ دکھائی نہیں دیتے:

ہم میں سے اکثر کو ٹرمپ کے بارے میں یہ تشویش ہے کہ وہ امریکہ کا صدر بننے کے اہل نہیں

کیونکہ ان کا تحمل سے عاری رویہ صرف طعنہ زنی تک محدود نہیں رہے گا۔ بجائے اس کے کہ وہ امریکی عوام کے غم و غصے اور محرومی کے احساس کا مداوا کرتے وہ الٹا جلتی پر تیل ڈالنے کے مرتکب ہوں گے۔ ایک متعصبانہ رجحان اور شوخ طبیعت کا حامل شخص اس وقت صدر ہے جس پر اندرونی طور پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔ اس طرح اچھے نتائج کی توقع عبث ہوگی۔

ٹرمپ اپنی حیثیت کی حدود کا اندازہ کرنے میں ناکام ہوں گے اور رعب ڈالنے والے واعظ کی طرح حکومتی اختیارات استعمال کرتے ہوئے آئی آر ایس(IRS) ایف بی آئی (FBI) جیسی آئینی ایجنسیوں کے ذریعے اپنے ذاتی اہداف کو سلجھائیں گے۔ اپنا راستہ اپنانے کیلئے وہ جو چاہیں گے کر گزریں گے۔ یہی امر ان کی زندگی میں فیصلہ کن کردار کا حامل رہا ہے۔

ٹرمپ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ امریکی عوام میں ان کی مقبولیت قائم رہے۔ امریکی انٹیلی جنس اداروں کو ماسکو کے حوالے سے تند و تیز سوالات کا سامنا ہوگا جن کے مضمرات کو محدود رکھنا ہوگا تاکہ ٹرمپ کے حوالے سے ملکی معاملات میں روسی مداخلت کا اشارہ عوامی نفسیات پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

ٹرمپ صاف دل اور شوخ طبع شخصیت رکھتے ہیں جن پر اندرونی طور پر کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔ یہی وہ رجحانات ہیں جو ان کی کامیابی کی ضمانت ہوں گے جبکہ ان کے پیشرو ناکام ہوئے تھے۔ فیصلہ سازی کے عمل میں ٹرمپ باعزم ہیں اور انہیں ایک کل وقتی نیشنل سکیورٹی کونسل کی تائید بھی حاصل ہے۔ وہ اپنی طاقت کو مثبت انداز سے استعمال کریں گے کیونکہ ریپبلکن پارٹی کو ایک چوتھائی صدی کے بعد کانگریس پر کنٹرول حاصل ہوا ہے جو ایک منفرد بات ہے۔ ٹرمپ کو صحیح راستوں پر گامزن رکھنا اداروں کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح ٹرمپ کے ذاتی فیصلہ سازی (Personalized decision making) کے عمل کی نگرانی بھی ممکن ہوگی۔

افغانستان میں قیام امن کی کنجی ٹرمپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امریکہ نے افغان مجاہدین کی بھرپور مدد کی جس سے روس کو پسپائی اختیار کرنا پڑی لیکن جنگ میں فتح یاب قوت یعنی مجاہدین کو شریک اقتدار کرنے کی بجائے انہیں انتہا پسند قرار دیا جس سے افغانستان میں خانہ جنگی کی ابتدا ہوئی جو آٹھ سال تک جاری رہی۔ اس خانہ جنگی کی کوکھ سے طالبان نے جنم لیا جنہوں نے افغانستان پر اپنی عملداری قائم کی اور پھر 2001 میں امریکہ اور اسکے نیٹو اتحادیوں نے افغانستان پر چڑھائی کر دی لیکن ناکام رہے اور شکست سے دوچار ہوئے لیکن اب بھی اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں اور چند ہزار فوجی افغانستان میں بٹھائے ہوئے ہیں، سازشیں ہو رہی ہیں یہ وہ تشویشناک صورت حال ہے جو ٹرمپ کو وراثت میں ملی ہے

لیکن جلد ہی اصل حقائق اور متبادل حقائق ٹرمپ پر عیاں ہو جائیں گے جس سے انہیں اس معاملے سے نپٹنے کا راستہ مل سکے گا۔

ٹرمپ نے اپنے رفقا کار کا انتخاب کر کے اپنے حکمرانی کے رجحان کی کافی حد تک وضاحت کر دی ہے، انکے ساتھیوں میں میڈ ڈاگ جنرل ماٹس (Mad-dog-General Matis) جیسے لوگ شامل ہیں جو یقینی طور پر کارکردگی دکھائیں گے۔انہیں نرم رویہ اپنانا ہوگا کیونکہ ستاروں سے آراستہ امریکی سرزمین افغانستان اور عراق کے کشت و خون سے لبریز میدانوں سے بہت مختلف ہے۔ٹرمپ تازہ دل و دماغ کیساتھ وائٹ ہاؤس میں داخل ہوئے ہیں وہ کسی مبہم ذہنیت کے اسیر نہیں ہیں جس کی وجہ سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو افغانستان اور عراق میں شرمناک شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔اب ایک نئی صبح کا آغاز ممکن ہے کیونکہ وہ ایک ایسے صدر ہیں جو نہ صرف آزاد خیال اور شوخ طبیعت کے مالک ہیں بلکہ ان پر اندرونی طور پر کوئی روک ٹوک بھی نہیں ہے۔

موتمر المصنفین کی نئی کاوش

دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت

تحریک ختم نبوت 1953 سے 1974 اور 1986 تک مرحلہ وار تاریخ، اقتدار کے ایوانوں، قومی اسمبلی، سینٹ اور وفاقی مجلس شوریٰ میں دفاع ختم نبوت، ردقادیانیت کا فیصلہ کن معرکہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب و دیگر اساتذہ ومشائخ دارالعلوم حقانیہ کی سیاسی و آئینی جدوجہد، قومی اسمبلی وفاقی مجلس شوریٰ اور سینٹ میں طویل پارلیمانی جنگ، ملت اسلامیہ کا موقف، مولانا سمیع الحق کے سوالنامے کے جواب میں اقلیتی فیصلہ پر عالم اسلام کے جید علماء کرام کے تاثرات اور مستقبل کا لائحہ عمل، ماہنامہ 'الحق' اور قادیانیت کا تعاقب، منبر حقانیہ سے دفاع ختم نبوت اور ردقادیانیت سمیت درجنوں آئینی اور قانونی مباحث، پر مشتمل اپنی طرز کی منفرد کاوش......ایک عہد کی تاریخ......پہلی بار منظر عام پر آرہی ہے۔

(مرتبین)

مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی / مولانا محمد اسرار مدنی

ناشر: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

۱۵فروری ۲۰۱۷ء کو اسلام آباد میں دفاع کونسل کے زیراہتمام آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا،جس میں کونسل کے اہم ایجنڈے اور پاکستان میں موجوہ سیاسی و خارجی امور پر تفصیلی مشاورت کی گئی، کانفرنس میں تمام مذہبی اوراکثر سیاسی قائدین نے شرکت کی۔

رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس کے سلسلے میں حضرت مہتمم صاحب کی مکہ مکرمہ روانگی:

حضرت مہتمم صاحب بروز جمعہ ۱۷مارچ ۲۰۱۷ء عالم اسلام کی نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی کی سہ روزہ کانفرنس کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔حضرت مہتمم صاحب نے عمرہ کی سعادت حاصل کی اور کانفرنس میں شرکت فرمائی۔اس موقع پر دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء و مشائخ اوراہم سیاسی قائدین سے بھی تبادلہ خیال فرمایا اورائمہ حرمین اور سعودی اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔اس سفر میں راقم اور مولانا احمد شاہ صاحب بھی حضرت والد صاحب کے ہمراہ تھے۔

مرکزی افغان مہاجرین کمیٹی کی مہتمم صاحب سے ملاقات

۲۶۔فروری بروز اتوار کو افغان مہاجرین کے مرکزی کمیٹی کے ۲۵ رکنی وفد نے حضرت مہتمم صاحب سے دارالعلوم حقانیہ میں ملاقات کی اورافغان مہاجرین کے مسائل کے بارہ میں تفصیلی بریفنگ دی۔وفد میں پاکستان میں جاری دہشت گردی کی بھرپور مذمت کی اور مہاجرین کے مسائل کوحل کرنے کے لئے آواز اٹھانے کا مطالبہ کیا۔

الیکٹرانک میڈیا کی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقاتیں

۱۳فروری کومشرق ٹی وی کے پروگرام 'درونہ کوربہ'' کی ٹیم نے روزنامہ مشرق کے مالک اور چیف ایڈیٹر ایاز بادشاہ کی قیادت میں دارالعلوم حقانیہ آکر مولانا مدظلہ سے انٹرویو ریکارڈ کیا،جس میں ملک کے اہم مسائل پر بات چیت کی گئی۔اسی طرح ۲۷ فروری کو نیو ٹی وی چینل نے مہتمم صاحب کا محترمہ عاصمہ چودھری نے

انٹرویو ریکارڈ کیا جس میں ملک کے اہم مسائل پر گفتگو کی گئی۔

مولانا مدظلہ کی مصروفیات

☆ ۲ مارچ بروز جمعرات کو حضرت مہتمم صاحب نے مانسہرہ و ہری پور کا دورہ کیا، جہاں جمعیۃ علماء اسلام کے اہم مرکزی رہنما قاضی رفیق الرحمٰن قمر کی یاد میں منعقد ہونے والے تعزیتی اجتماع لال مسجد کشمیر روڈ مانسہرہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی، مولانا سمیع الحق مانسہرہ جاتے ہوئے واپسی پر ہری پور میں علماء کرام اور کارکنان جمعیۃ سے خطاب اور مولانا قاری یوسف ہزاروی سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ہری پور کے والد کی وفات پر ان سے تعزیت بھی کی۔ واپسی پر قلندر آباد میں جمعیت کے صوبائی رہنما قاری یوسف شاہ ہزاروی کے ادارہ میں دعا کی گئی۔

☆ ۵۔ مارچ کو اضاخیل میں مولانا مدظلہ کا دارالعلوم اسلامیہ نوشہرہ کے اضاخیل بالا کے سالانہ علمی اور روحانی اجتماع میں بطور مہمان خصوصی خطاب فرمایا۔ یہ اجتماع دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل اور جامعہ اسلامیہ کے بانی و مہتمم عظیم روحانی شخصیت حضرت مولانا رحیم اللہ باچا صاحب اور جامعہ حقانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ کی یاد میں منعقد ہوا۔

☆ ۱۲؍مارچ کو حضرت مہتمم صاحب نے موضع شاہ منصور میں ختم نبوت اجتماع سے ہزاروں علما اور عوام الناس سے خطاب فرمایا اور جلسہ کے بعد کوٹہ صوابی میں حضرت مولانا خلیل مخلص صاحب سے ان کے عزیز اور مولانا عطاء الحق درویش سے ان کے والد کی وفات پر تعزیت کی۔

☆ ۱۳؍مارچ کو اسلام آباد میں جماعت اسلامی کے زیر اہتمام ''انسداد سود کانفرنس'' میں حضرت مولانا مدظلہ نے شرکت کی۔

ناظم دارالعلوم الحاج اظہار الحق مدظلہ کے ہاں خوشی: بدھ ۱۵؍فروری ۲۰۱۷ء کو جناب ڈاکٹر حبیب الحق ابن الحاج مولانا اظہار الحق مدظلہ کے ہاں پہلے فرزند ارجمند محمد محدث حقانی کی پیدائش ہوئی اس موقع پر عقیقہ کی دعوت کی گئی جس میں مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور خاندان کے دیگر افراد اکٹھے ہوئے اور انہوں نے نئے مولود کیلئے اچھے مستقبل اور سعادت مندی کی دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ بار آور فرما کر مستقبل میں دین اور علم کا شجرہ طوبیٰ بنائے۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

● **سچائی کی تلاش** مؤلف: پروفیسر انجینئر ڈاکٹر قیصر علی ضخامت: ۳۲ صفحات

اسلام ایک ایسا آفاقی اور فطری مذہب ہے جس نے ہر دور میں اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے جن وانس کو اپنی ابدی تعلیمات سے مسحور کردیا، یہی وہ مذہب ہے جس کے سایہ عاطفت میں آکر ہر شخص اس قدر سکون واطمینان محسوس کرتا ہے جس سے وہ کبھی بھی آشنا نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ مغرب کے مادی معاشرے میں سکون واطمینان کی تلاش میں یہ سرگرداں لوگ بھی اسی مذہب کی آغوش میں ہی حقیقی سکون محسوس کرتے ہیں۔زیرتبصرہ کتابچہ ''سچائی کی تلاش'' جسے پروفیسر انجینئر ڈاکٹر قیصر علی صاحب نے مرتب کرکے حقانیت اسلام کے موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے، جس میں مغرب کے مفکرین وفلاسفہ کے قبول اسلام اور حقانیت اسلام کے اعترافات شامل کئے گئے ہیں، اور قبول اسلام کی وجوہات پر مبنی بیانات بھی جمع کئے ہیں، اس کے علاوہ منکرین خدا اور منکرین اسلام کے کمزور دلائل کے بھی تسلی بخش جوابات پیش کرکے حقانیت اسلام ثابت کردی، اپنے موضوع پر نہایت ہی اچھی کاوش ہے، ڈاکٹر قیصر علی صاحب شیخ طریقت ڈاکٹر فدا محمد صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں اور اعلیٰ علمی صلاحیتوں سے بھی مالا مال ہیں، اور طویل عرصے سے عصری اداروں میں تبلیغ اسلام اور اصلاح وارشاد کا اہم ترین فریضہ انجام دے رہے ہیں۔اس کے ساتھ وہ اپنے فن انجینئرنگ کو دینی مدارس ومساجد کی تعمیر وترقی میں فی سبیل اللہ خرچ کرتے رہتے ہیں، جس کی حالیہ زندہ جاوید مثال جامعہ حقانیہ کی زیرتعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ ہے۔اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ ملنے کا پتہ: مکان نمبر ے، گلی نمبر ے کینال ٹاؤن ناصر باغ روڈ پشت بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پشاور، رابطہ نمبر 0301-8802893 (مبصر: محمد اسلام حقانی)

● **اعراب النحو فی حل تسہیل النحو** مؤلفین: مولانا عبدالقیوم مردانی حقانی، مولانا سمیع اللہ
ضخامت ۲۸۷ صفحات ناشر: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ادب عربی میں علم النحو کی اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، اس علم میں چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، اور ہر دور کی ضرورت کے مطابق کام ہوا ہے، مدارس دینیہ کے درجہ اولیٰ میں حضرت مولانا عبداللہ گنگوہیؒ کی تصنیف ''تسہیل النحو'' کے نام سے جو کتاب شامل نصاب ہے یہ بہت اہم اور اساسی کتاب ہے، طالب علم اس

میں محنت کر کے اپنی استعداد نہایت مضبوط بنا سکتا ہے، اس کتاب میں جو امثلہ بیان کی گئی ہیں اس کی ترکیبیں حل کر کے بعد میں اسے آسانی ہوگی، اس کتاب کی بھی کئی شروحات منظر عام پر آ چکی ہیں اعراب النحو فی حل تسہیل النحو میں دراصل تسہیل النحو میں موجود تمام عربی عبارات کی ترکیبیں پیش کی گئی ہیں، پہلے پہل طلبہ اور اساتذہ عربی عبارات کے زنجیری ترکیبیں حل کرواتے تھے لیکن اب آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ختم ہوتا جا رہا ہے، زیر تبصرہ کتاب میں مولف نے اس کی بھرپور کوشش کی ہے کہ ہر عبارت کا زنجیری ترکیب پیش کرے۔ مؤلفین نے بڑی عرقریزی سے اس علمی کام کو سرانجام دیا ہے، مؤلف فاضل نوجوان مولانا عبدالقیوم حقانی مردانی ماشاء اللہ متعدد صلاحیتوں اور خوبیوں سے مالا مال ہیں، درس نظامی کا اکثر حصہ جامعہ حقانیہ سے پڑھا ہے، کچھ عرصہ دارالعلوم کے شعبہ تعلیمات کے ناظم بھی رہے ہیں، تصنیف و تالیف کا اعلیٰ ذوق پایا ہے اور مدیر اعلیٰ مولانا راشد الحق صاحب کے خصوصی شاگرد اور تربیت یافتہ ہیں، اسی لئے کتاب کا انتساب بھی مولانا راشد الحق صاحب کے نام کیا ہے جو ان کی بےلوث محبت و عقیدت کا بہترین مظہر ہے۔ یقیناً اس موضوع پر یہ کتاب قابل صد لائق تحسین ہے، اللہ مؤلف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور مزید علمی خدمات کی توفیق نصیب فرمائے۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

- سلام اور اسلام: السلام علیکم کے شرعی احکام مؤلف: مفتی شیر عالم حقانی

ضخامت: ۲۷۰ صفحات ناشر: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضورؐ کا ہر قول، عمل اور فعل امت مسلمہ کیلئے راہ نجات ہے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا بھی حضورؐ کی مبارک سنت ہے۔ سلام میں امن کا پیغام، محبت کا اظہار اور ساتھ دعاو سلامتی بھی ہے لیکن بدقسمتی سے آج کل مسلمان آقائے نامدار کی سنتوں کو چھوڑ کر اغیار کے طریقوں پر عمل پیرا ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب "سلام اور اسلام یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے شرعی احکام" میں مفتی شیر عالم حقانی نے اس مبارک سنت کی اہمیت اور فضیلت اُجاگر کی ہے، جس میں سلام کی لغوی اور اصطلاحی تحقیقات، اہم واقعات، اور سلام کے ضروری مسائل اور فضائل تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں۔ مفتی شیر عالم جامعہ حقانیہ کے فاضل اور قابل مدرس ہیں، اس موضوع پر کافی محنت کر کے یہ گلدستہ قارئین کے لئے پیش کیا۔ امید ہے کہ یہ کاوش امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی (مبصر: محمد اسلام حقانی)

- کایا پلٹ زیر نگرانی: مولانا محمد اسحاق ملتانی و اراکین ماہنامہ 'محاسن اسلام' ملتان

ضخامت: ۱۰۰۸ صفحات ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان کا شمار ان اہم رسائل میں ہوتا ہے جن کے مطالعہ سے لوگوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب آیا، ماہنامہ 'محاسن اسلام' گزشتہ ۱۷ سال سے معاشرتی اصلاح کے لئے اہم خدمات انجام دے رہا ہے، جس کی سرپرستی ملک کے جید اور اکابر علماء فرما رہے ہیں، اس کے مدیر مولانا محمد اسحاق صاحب ہیں جو خود بھی ایک جید

عالم،نامور مدیراور کئی کتابوں کے مصنف ہیں،اس ماہنامہ میں بڑے بڑے سکالرز اوراہل علم کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، جومختلف موضوعات پرمبنی ہوتے ہیں،رسالے کا اصل موضوع لوگوں کی اصلاح ہے،ان مختلف موضوعات سے کئی کتابیں بھی بن چکی ہیں،ماہنامہ 'محاسن اسلام' کے ابتدائی ۱۰۰ شماروں کے منتخب مضامین 'دین ودانش' کی چھ جلدوں میں پہلے ہی شائع ہوچکے ہیں،جبکہ ۱۰۱ تا ۱۰۷ (دسمبر۲۰۱۶) کے شماروں کے منتخب مضامین کا مجموعہ زیرتبصرہ کتاب 'کایا پلٹ' میں آگئے ہیں، یہ ایک بہترین کاوش ہے،امید ہے یہ کتاب اسم بامسمیٰ ثابت ہوں گے،اورلوگوں کی زندگی کی کایاپلٹ دینے میں اہم کردار ادا کریں گے،اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محاسن اسلام کے اراکین کی اس کاوش کوقبول فرمائیں اورمزید ترقی سے نوازے (مبصر:مفتی بہادر خان حقانی)

- **چہل حدیث مسائل نماز** مرتب: حافظ ظہوراحمد الحسینی

ضخامت:۱۴۴صفحات ناشر: خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

زیرتبصرہ کتاب ''چہل حدیث ،مسائل نماز'' مولانا حافظ ظہوراحمد الحسینی کی تالیف لطیف ہے،جس میں موصوف نے نماز کے متعلق چالیس صحیح احادیث کونہایت ہی اعلیٰ سلیقہ سے مرتب کرکے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ،احادیث کی تشریحات ،عربی متن کا سلیس اور عام فہم ترجمہ نہایت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا،مسائل نماز کیلئے احادیث کوبطوردلیل اورحدیث کی تشریح کیلئے ائمہ کرام کے اقوال کوبطورتوضیح پیش کیا ہے،نمازحنفی پرغیرمقلدین کے اعتراضات کاتسلی بخش جوابات بھی مرحمت فرمائے ہیں ، اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کوشرف قبولیت سے نوازے اورمؤلف کتاب کومزید علمی توفیق سے نوازے۔آمین (مبصر:محمد اسلام حقانی)

- **جواہرالتجوید** مؤلف: قاری عبدالرحمٰن

ضخامت:۱۵۲صفحات ناشر: مکتبہ قدسیہ اردو بازار لاہور

زیرتبصرہ کتاب ''جواہرالتجوید'' قاری عبدالرحمٰن صاحب کی علم تجوید پرایک بہترین علمی کاوش ہے،جس میں تجوید سے متعلق جملہ احوال واحکام اورتجوید کے تمام مسائل باحوالہ درج کئے گئے ہیں اورقواعد تجوید کوطالب تجوید کیلئے آسان اورعام فہم بناکرپیش کیا ہےاوریہ کتاب اسی جذبے کے تحت لکھی گئی ہے کہ طلبائے علم تجوید کووافرمعلومات اس ایک ہی کتاب سے مہیا ہو۔یہ کتاب اپنی ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہے، دلکش طباعت ،منفرد ٹائٹل جوکہ اسکے مؤلف قاری عبدالرحمٰن کے حسن ذوق کی آئینہ دار ہے۔اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی اس کاوش کوقبول فرمائے اوراسے قبولیت عامہ سے نوازے۔آمین (مبصر:مولانا محمد اسلام حقانی)

☆☆☆